ماهنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

محرم الحرام : ۱۴۲۰ھ
مئی : ۱۹۹۹ء

۵

Monthly NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT Multan

سودی نظام اور اس کا متبادل سسٹم

این جی اوز مافیا ملک دشمن ہے

قادیانیوں کو نکیل ڈالئے

خواجہ عبدالرحیم عاجز

تحریکِ آزادی کا گمنام سپاہی

عوام کے لئے تقلیدِ محض کی ضرورت

اُخبارُ الاُحرار

لاہور میں جدید احرار مرکز کی افتتاحی تقریب اور دیگر تنظیمی سرگرمیوں کی روداد

احرار کارکنوں کے نام

احرار ساتھیو! ماحول کی کدورت، سیاسی مسخروں اور نٹ کھٹوں کی عفونت سے بد دل نہ ہوں۔ اپنے اسلاف کی طرح کمر ہمت باندھ لیں اور دیوانوں کی طرح اپنے ماحول میں پھیل جائیں۔ احرار کے پرچم کو لہراتے ہوئے، ختم نبوت کی شمع جلاتے ہوئے ظلمتوں کو چیر ڈالیں۔ مخالفتوں اور مزاحمتوں کا منہ توڑ دیں، دین حق کا نور بکھیریں، بیگانوں کو اپنا بنالیں، حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے سر توڑ اور انتھک جدوجہد کریں۔ جماعت کے منشور و دستور کی پابندی کریں اور دینی حاکمیت کے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے جاں بازوں کی طرح ایثار کریں اور محشر میں رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم لواء الحمد کے سایہ میں اپنا مقام بنالیں۔

ساتھیو!

اٹھو! آندھیوں میں چراغ جلاؤ اور تاریکیوں میں نور پھیلاؤ۔ احرار وفادارو! وفا کے دیپ جلاؤ۔ نہ گھبراؤ نہ ڈگمگاؤ، تاریکی چھٹنے والی ہے اور صبح ہونے والی ہے۔ ہماری آس کا سورج طلوع ہونے والا ہے (ان شاء اللہ) اور ہم دشمن پر قہر الٰہی بن کر ٹوٹ پڑیں گے۔

آؤ لہرائیں فضاؤں میں علم احرار کا
وقت پھر طالب ہوا قربانی و ایثار کا

ابن امیر شریعت
سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

مؤمنین اہل سنت کو اسلامی سالِ نو مبارک

محرم الحرام: ۱۴۲۰ھ + مئی ۱۹۹۹ء

زر تعاون سالانہ:

اندرون ملک ۱۵۰ روپے،
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M - No.32

جلد: ۱۰ شمارہ: ۵ | قیمت: ۱۵ روپے

مجلس ادارت

* زیرِسرپرستی: حضرت مولاناخواجہ خان محمدمدظلہ

* رئیس التحریر: سید عطاءالمحسن بخاری

* مدیرمسئول: سیدمحمدکفیل بخاری

رفقاءِ فکر

ابنِ امیرشریعت حضرت پیرجی

سیدعطاءالمہیمن بخاری مدظلہ

- پروفیسرخالدشبیر احمد
- سیدخالدمسعود گیلانی
- مولانا محمداسحٰق سلیمی
- مولانامحمدمغیرہ
- عبداللطیف خالدچیمہ
- محمدعمرفاروق
- ابوسفیان تائب
- ساغراقبالی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 511961 - 061 : ✆

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
شاعری:	نظمیں (حافظ محمد ظہور الحق ظہور)		۵
دین و دانش:	صورت اور حقیقت	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۶
" "	عوام کے لئے تقلیدِ محض کی ضرورت	مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی	۱۴
نوائے قلم:	سودی نظام اور اس کا مجوزہ متبادل سسٹم	مولانا زاہد الراشدی	۱۹
دین و دانش:	قرآن کریم کی بعض سورتوں کے فضائل	مولانا عبدالواحد مخدوم	۲۲
" "	مسافر	حافظ ظہیر احمد حنفی	۲۴
افکار:	شیر کا بچہ	محمد عمر فاروق	۲۸
تحقیق:	خواجہ عبدالرحیم عاجز (تحریک آزادی کا گمنام شاعر)	ڈاکٹر شاہد کاشمیری	۳۰
ردّ قادیانیت:	اور قاضی نذیر کا پیشاب نکل گیا	دین محمد فریدی	۳۶
" "	پاکستان میں قادیانیوں کے قائم مقام امیر کی گرفتاری	ادارہ	۳۹
اخبار الاحرار:	لاہور میں جدید احرار مرکز کی افتتاحی تقریب اور دیگر تنظیمی سرگرمیوں کی روداد	محمد الیاس کشمیری	۴۱
شاعری:	رنگِ سخن	پروفیسر محمد اکرام تائب	۴۷
	"مجلس احرار اسلام" (نظم)	پروفیسر خالد شبیر احمد	۴۸
تجزیہ:	این جی اوز ملک دشمن مافیا ہے	ادارہ	۵۱
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	خادم حسین	۵۷
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	۵۹
حاصل مطالعہ	منتخب اشعار	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	۶۰

دل کی بات

قادیانیوں کو نکیل ڈالئے

قومی اسمبلی میں ۱۹۷۴ء میں یہ بات متفقہ طور پر طے ہو کر آئین کا حصہ بن چکی ہے کہ مرزائیوں کی دونوں شاخیں قادیانی ولاہوری غیر مسلم اقلیت ہیں۔ اسی فیصلہ کی روشنی میں چند باتیں حکمرانوں کے لئے توجہ طلب ہیں۔

۱۔ مرزائیوں نے آج تک مسلمانوں کے اس متفقہ فیصلے کو تسلیم نہیں کیا۔

۲۔ ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے آئین میں ترمیم کرتے ہوئے "قانون امتناع قادیانیت" بذریعہ آرڈی نینس جاری کیا۔ جس کے تحت کوئی مرزائی اسلامی شعائر کو استعمال نہیں کر سکتا۔

مگر مرزائی تمام اسلامی شعائر کھلم کھلا استعمال کر رہے ہیں۔

۳۔ حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ نے قادیانیوں کو اسلام اور وطن کا غدار قرار دیا تھا۔

مگر ہمارے سیکولر حکمران اور سیاست دان انہیں محب وطن قرار دیکر حکومت کے کلیدی عہدوں پر براجمان کر رہے ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، ایسا پاکستان دشمن تھا جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے باعث پاکستان کو معاذاللہ "لعنتی ملک" قرار دیا تھا۔

مگر موجودہ حکومت پاکستان نے ایسے ملعون اور غدار وطن سائنس دان کو نہ صرف محب وطن قرار دیا بلکہ اس کے لئے یادگاری ٹکٹ جاری کر دیا۔ یہ پاکستان دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

۵۔ مجیب الرحمن نامی ایڈووکیٹ، بدترین متعصب اور جنونی قادیانی ہے قادیانی جماعت کے تمام اہم مقدمات کی وہی پیروی کرتا ہے۔

چند ماہ پیشتر حکومت پاکستان کے احتساب سیل نے احتساب بینچ میں سرکاری مقدمات کی پیروی کے لئے اس کو وکیل مقرر کیا ہے۔ وہ سرکاری خزانہ سے تنخواہ لے کر قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ اس نے ملعون مرزا غلام قادیانی آنجہانی کو ہائی کورٹ میں، مسیح موعود، مہدی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بروز قرار دیا اور قومی اسمبلی و سپریم کورٹ کے فیصلوں کی علی الاعلان توہین کی۔

۶۔ قادیانیوں کا تمام لٹریچر واضح طور پر اسلام کے خلاف ہے۔ اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے کھلے انکار و توہین پر مشتمل ہے۔

مگر حکومت نے آئین کو نظر انداز کرتے ہوئے انہیں یہ توہین آمیز لٹریچر شائع کرنے کی کھلی چھٹی دی ہوئی ہے۔

درج بالا حقائق کو پیش کرتے ہوئے ہمارا سوال ہے کہ حکومت کس کی شہ پر، کس کے اشارے پر، اور کس کے دباؤ پر مرزائیوں کے خلاف اسلام اور خلاف آئین اعمال پر گرفت نہیں کر رہی۔ قادیانی اوّل و آخر غدار ہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار نہیں وہ پاکستان کے وفادار کیسے ہو سکتے ہیں۔؟ غداروں سے وفا کی امیدیں وابستہ

کر کے اسلام اور وطن کی کون سی خدمت سرانجام دی جا رہی ہے؟

صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ اور وزیراعظم جناب محمد نواز شریف ان مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کریں اور امت مسلمہ کے متفقہ فیصلوں اور عقائد کا احترام کرتے ہوئے۔

۱۔ قانون امتناعِ قادیانیت پر سختی سے عمل کرائیں۔

۲۔ حکومت کے تمام کلیدی عہدوں سے مرزائیوں کو برطرف کریں۔

۳۔ غدارِ پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام کا یادگاری ٹکٹ منسوخ کیا جائے اور یہ ٹکٹ جاری کرنے والے سرکاری افسران کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔

۴۔ قادیانیوں کا تمام لٹریچر ضبط کیا جائے۔

۵۔ قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیکر اس کے تمام اثاثے بحق سرکار ضبط کئے جائیں۔

۶۔ جو قادیانی ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے آئینی فیصلوں کا انکار کر رہے ہیں ان کے خلاف آئین سے بغاوت کا مقدمہ درج کیا جائے۔

بقیہ از ص ۲۳

آپ کو میری لڑکیوں کے بارہ میں یہ فکر ہے کہ وہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گی مگر مجھے یہ فکر اس لئے نہیں کہ میں نے اپنی لڑکیوں کو تاکید کر رکھی ہے کہ ہر رات میں سورۃ واقعہ پڑھا کریں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

مَن قَرأ سورة الواقعة كُل ليلة لم تُصبه فاقه اَبداً.

جو شخص ہر رات میں سورۃ واقعہ پڑھا کرے گا وہ کبھی بھی فاقہ میں مبتلا نہ ہو گا۔ (مشکوۃ۔ ابن کثیر۔)

سورۃ حشر کی آخری تین آیات کے فضائل

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ کہے۔ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم۔ میں پناہ پکڑتا ہوں سننے والے جاننے والے کے ساتھ شیطان مردود سے۔ پھر (بسم اللہ پڑھ کر) سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے اللہ تعالی اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے۔ جو اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں ان کے گناہوں کی شام تک۔ اگر اس دن مر جائے تو شہید ہو گا۔ اور جو شخص ان آیتوں کو شام کے وقت پڑھے گا یہی مرتبہ اس کے لئے ہے۔ (ترمذی مشکوۃ)

اسلام اور مرزائیت

تالیف: حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آروی رحمہ اللہ

ایک اہم کتاب جو ایک عرصہ سے نایاب تھی اسلام اور مرزائیت کا تقابلی مطالعہ

صفحات: ۵۶، قیمت: ۲۰ روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

وقت کی پکار

(حافظ محمد ظہور الحق ظہور، اسلام آباد)

اللہ کی رسی کو تھامیں، توحید کے دامن میں آئیں — اسلام کا پرچم لہرائیں، ایمان کے جوہر دکھلائیں
الحاد کی بپھری موجوں میں، بے دینی کے طوفانوں میں — اس قوم کی ہچکولے کھاتی کشتی کو کنارے لے جائیں
دنیائے جہالت میں اکثر ابلیس کا جادو چلتا ہے — ہم مل کے کتاب و سنت کے انوار جہاں میں پھیلائیں
جو وہم کی وادی میں بھٹکیں، جو شرک کے کانٹوں میں الجھیں — ہر کام میں وہ ناکام رہیں، ہر گام پر وہ ٹھوکر کھائیں
مغضوب ہیں وہ مقہور ہیں وہ، رحمت سے خدا کی دور ہیں وہ — معراج کو جو افسانہ کہیں اور وحی خدا کو جھٹلائیں
جو قصرِ نبوت کو پھاندیں، جو ختمِ نبوت کو توڑیں — وہ دولتِ ایماں کے ڈاکو کس منہ سے مسلماں کہلائیں
تکمیلِ نبوت ہو بھی چکی، اجرائے نبوت کیا معنیٰ — جب مہرِ منور ہاں ہو، ہم رات کا دھوکا کیوں کھائیں
ناموسِ محمد کی ہم پر، ہر حال حفاظت لازم ہے — اور شانِ صحابہؓ کی خاطر سو جان سے قرباں ہو جائیں
طاغوت کو ہم مفلوج کریں اور آگ بجھائیں فتنوں کی — باطل کے سفینے دیکھیں تو طوفانِ ہلاکت بن جائیں
ہے کون ظہورؔ اللہ کے سوا مشکل میں جو اپنے کام آئے — جب اُس کی عنایت ہو جائے ساحل پہ سفینے لگ جائیں

نبی کے دوستاروں کو سلام

گلشنِ اسلام کی رنگیں بہاروں کو سلام — سنتِ خیرالوریٰ کے لالہ زاروں کو سلام
حضرت صدیقؓ و فاروقؓ و غنیؓ و مرتضیٰؓ — سنت و توحید کے ان پاسداروں کو سلام
حق تعالیٰ کی پڑی جن پر نگاہِ انتخاب — ان وفا پرور نبی کے دوستداروں کو سلام
نورِ حق پھیلا ہے جن کے دم سے شرق و غرب میں — آسمانِ رشد کے ان چاند تاروں کو سلام
اقتدا جن کی دکھاتی ہے ہمیں راہِ نجات — ان حیاتِ مصطفیٰ کے رازداروں کو سلام
زندگی تھی وقف جن کی دینِ حق کے واسطے — شرعِ پیغمبر کے اُن خدمت گزاروں کو سلام
جن کی عظمت پر ہیں شاہد آج بھی بدر و حنین — ان مجاہد غازیوں کو، جاں نثاروں کو سلام
نام ہے جن کے مبارک دور کا خیرالقرون — اُن خلافت کے گرامی تاجداروں کو سلام
ثبت ہیں جن پر نقوشِ پائے اصحابِ رسول — اُن گزرگاہوں، مقدس رہگزاروں کو سلام
ہے محبت جن کی ایماں، بغض ہے جن سے نفاق — کشورِ ایمان کے اُن شہریاروں کو سلام
جن کی شانِ پاک پر ناطق ہے قرآن و حدیث — ان نبی کے پاک دامن دوستداروں کو سلام
جن کی گردِ رہ مری آنکھوں کا سرمہ ہے ظہورؔ — کاروانِ دین کے اُن شہسواروں کو سلام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

صورت اور حقیقت

صورت اور حقیقت میں بڑا فرق ہے۔

ایک چیز کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت، ان دونوں میں بہت بڑی مشابہت کے باوجود بہت بڑا فرق بھی ہوتا ہے آپ روزمرہ کی زندگی میں صورت اور حقیقت اور ان کے فرق سے خوب واقف ہیں، میں اس کی دو مثالیں دیتا ہوں۔ آپ نے مٹی کے پھل دیکھے ہوں گے جو بالکل اصلی پھل معلوم ہوتے ہیں لیکن صورت و حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اصل آم کوئی اور چیز ہے اور مٹی کا نقلی آم کوئی اور چیز، مٹی کے آم میں نہ اصلی ذائقہ ہے نہ خوشبو، نہ رس، نہ نرمی، نہ اس کی خاصیتیں، صرف آم کی شکل ہے، اور اس کا رنگ و روغن، اس لیے اس کو آم کہیں گے مگر مٹی کا آم، یہ مٹی کا آم دیکھنے کا ہے، نہ کھانے کا، نہ سونگھنے کا، نہ ذائقہ، نہ خوشبو۔

آپ مردہ عجائب خانہ میں گئے ہوں گے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہاں سب درندے اور سب جانور موجود ہیں۔ شیر بھی ہے اور ہاتھی بھی تیندوا بھی، اور چیتا بھی مگر بے حقیقت، بس بھری ہوئی کھالیں جن میں نہ کوئی جان ہے نہ طاقت شیر ہے مگر نہ اس کی آواز ہے نہ غصہ، نہ طاقت ہے نہ ہیبت۔

حقیقت کے مقابلہ میں صورت کی شکست:

اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صورت کبھی حقیقت کے قائم مقام نہیں ہو سکتی صورت سے حقیقت کے خواص کبھی ظاہر نہیں ہو سکتے، صورت کبھی حقیقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی، صورت کبھی حقیقت کا بوجھ سنبھال نہیں سکتی، جب صورت کسی حقیقت کے مقابلے میں آئے گی اس کو شکست کھانا پڑے گی، جب صورت پر کسی حقیقت کا بوجھ ڈالا جائے گا تو صورت کی پوری عمارت زمین پر آ رہے گی۔

صورت اور حقیقت کا یہ فرق ہر جگہ نمایاں ہوگا۔ ہر جگہ صورت کی حقیقت کے سامنے پسپا ہونا پڑے گا۔ یہاں تک کہ عظیم سے عظیم اور مہیب سے مہیب صورت اگر حقیر سے حقیر حقیقت کے مقابلہ میں آئے گی تو اس کو مغلوب ہونا پڑے گا اس لیے ہر چھوٹی سے چھوٹی حقیقت ہر بڑی سے بڑی صورت کے مقابلہ میں زیادہ طاقت رکھتی ہے، حقیقت ایک طاقت ہے ایک ٹھوس وجود ہے، صورت ایک خیال ہے دیکھئے ایک چھوٹا سا بچہ اپنے کمزور ہاتھ کے اشارے سے ایک بھس بھرے مردہ شیر کو دھکا دے سکتا ہے اس کو زمین پر گرا سکتا ہے اس لیے کہ بچہ خواہ کتنا ہی کمزور سہی ایک حقیقت رکھتا ہے، شیر اس وقت صرف صورت ہی صورت ہے، بچہ کی حقیقت شیر کی صورت پر آسانی سے غالب آ جاتی ہے۔

نفس کا دھوکا:

یہ عالم حقائق کا مجموعہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں ایک حقیقت رکھی ہے مال کی بھی ایک حقیقت ہے اس کی محبت طبعی اور اس کی خواہش فطری ہے اگر حقیقت نہ ہوتی تو اس کے متعلق احکام کیوں ہوتے اس میں کشش

کیوں ہوتی؟ اولاد ایک حقیقت ہے اس سے طبعی محبت اور فطری تعلق ہوتا ہے اگر اولاد ایک حقیقت نہ ہوتی تو شریعت میں اس کی پرورش و نگہداشت کے احکام و فضائل کیوں ہوتے؟ اس طرح طبعی ضروریات اور خواہشات کی بھی ایک حقیقت ہے، ان حقیقتوں پر ایک بالاتر، قوی تر حقیقت ہی غالب آسکتی ہے کوئی صورت غالب نہیں آ سکتی، یہ حقائق کتنے باطل آمیز سہی ان پر فتح حاصل کرنے کے لیے اسلام و ایمان کی حقیت درکار ہے۔ اسلام کی صورت کتنی ہی مقدس سہی ان پر فتح حاصل نہیں کرسکتی، اس لیے کہ ادھر حقیقتیں ہیں ادھر صرف صورت، آج ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ صورت اسلام ادنی ادنی حقائق پر غالب نہیں آرہی ہے اس لیے کہ صورت دراصل کچھ بھی طاقت نہیں۔ ہماری صورت اسلام صورت کلمہ، صورت نماز ہم سے ادنی ترغیبات چھڑانے سے قاصر ہے، ادنی عادات پر غالب آنے سے عاجز ہے، ہم کو موسم کی ادنی سختی اور حقیر ترین خواہش کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا نہیں کرتی۔ آپ کا یہ کلمہ جو کبھی گردن کٹوا دینے کی طاقت رکھتا تھا جو مال اور اولاد کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے تکلف قربان کرا دینے کی قوت رکھتا تھا جو وطن چھڑا دینے اور تختہ دار پر چڑھا دینے کی قوت رکھتا تھا، آج وہ ان سردیوں میں صبح کی نماز کےلیے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا جو کلمہ زندگی بھر کی منہ لگی شراب کو شریعت کے حکم پر ہمیشہ کے لیے چھڑا سکا تھا، آج اگر ضرورت پڑ جائے تو آپ کی ادنی مرغوب چیز یا معمولی عادت بھی نہیں چھڑا سکتا اس لیے کہ وہ کلمہ کی حقیقت تھی جس کے کارنامے آپ تاریخ اسلام میں پڑھتے ہیں یہ کلمہ کی صورت ہے جس کی بے اثری آپ دن رات دیکھتے ہیں۔ ہم غلطی یہ کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی تاریخی کو اپنے اوپر اوڑھنا چاہتے ہیں اس کو اپنے اوپر منطبق کرنا چاہتے ہیں جب وہ منطبق نہیں ہوتی، جب وہ لباس ہمارے اوپر راست نہیں آتا جب جگہ جگہ جھول پڑ جاتے ہیں تو ہم شکایت کرتے ہیں تعجب کرتے ہیں کہ وہ بھی پڑھتے ہیں پھر کیوں اسی طرح کے واقعات ظہور میں نہیں آتے کیوں اسی طرح کے نتائج و ثمرات برآمد نہیں ہوتے؟ دوستو اور بزرگو! اپنے نفس کو دھوکہ نہ دو وہاں کلمہ کی حقیقت تھی، ایمان کی حقیقت تھی۔ یہاں کلمہ کی صورت ہے ایمان کی صورت ہے نماز کی صورت ہے جس طرح املی کے بیج سے آم کے پھل کی توقع فضول ہے اسی طرح صورت سے حقیقت کے خواص کی امید بے کار ہے اور فریب نفس۔

حقیقت اسلام:

حضرت خبیبؓ کا واقعہ آپ نے سنا ہے پھانسی کے تخت پر ان کو چڑھایا گیا، چاروں طرف سے نیزوں کو نوکوں سے ان کو کوچنا شروع کی، برچھیوں نے ان کے جسم کو چھلنی کر دیا، وہ صبر و استقامت کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے، عین اس حالت میں ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہاری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں؟ وہ تڑپ کر جواب دیتے ہیں کہ میں تو اس پر بھی راضی نہیں کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوہ میں کوئی کانٹا بھی چبھے، حضرات! کیا یہ صورت اسلام تھی جس نے ان کو تختہ دار پر ثابت قدم رکھا اور ان کی زبان سے یہ الفاظ کہلوائے؟ نہیں، وہ اسلام کی حقیقت تھی جو ان کے ہر زخم پر مرہم رکھتی تھی جو ہر نیزے کی چبھن پر ان کے سامنے جنت کا نقشہ لاتی تھی اور انہیں دکھاتی تھی کہ یہ تمہاری اس تکلیف کا صلہ ہے بس چند لمحوں کا معاملہ ہے یہ جنت تمہاری منتظر ہے، یہ خدا کی رحمت تمہاری منتظر ہے اگر تم نے اس فانی جسم کی اس فانی

تکلیف کو گوارا کر لیا تو غیر فانی زندگی کی غیر فانی راحت تمہارا حصہ ہے یہ عشق و محبت کی حقیقت تھی، جب ان سے کہا گیا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے کہ تمہاری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بن کر ان کے سامنے آ گئی اور ان کو گوارا نہیں ہوا کہ اس جسم اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹے کی بھی تکلیف ہو۔

یہ چند پاک اور بلند حقائق تھے جو درد و تکلیف کی حقیقت پر غالب آئے، صورت اسلام میں اس حقیقی درد و تکلیف کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ پہلے تھی، نہ اب ہے، صورت اسلام تو تکلیف کے تصورات اور خیالات کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہم کو اور آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ فسادات کے موقع پر خیالی خطرات کی بنا پر لوگوں نے صورت اسلام بدل دی مسلمانوں نے سروں پر چوٹیاں رکھیں اور غیر اسلامی شعار اختیار کئے۔ اس لیے کہ ان غریبوں کے پاس صرف صورت اسلام تھی جو اس میدان میں ٹھہر نہیں سکتی تھی۔

آپ نے سنا ہے کہ حضرت صہیب رومیؓ ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار مکہ نے ان کو راستہ میں روکا اور کہا کہ صہیب تم جا سکتے ہو، مگر یہ مال نہیں لے جا سکتے جو تم نے ہمارے شہر میں پیدا کیا ہے، اب حقیقت اسلام کا حقیقت مال سے مقابلہ تھا۔ حقیقت اسلام اپنی مقابل حقیقت پر غالب آئی، صورت اسلام ہوتی تو وہ حقیقت مال کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

آپ نے سنا ہے کہ حضرت ابو سلمہؓ جب ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار ان کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے کہا کہ تم جا سکتے ہو مگر ہماری لڑکی ام سلمہؓ کو نہیں لے جا سکتے، اب حقیقت اسلام کا ایک حقیقت سے مقابلہ تھا، وہ حقیقت کیا تھی؟ بیوی کی محبت، جو ایک حقیقت تھی، لیکن اسلام کی حقیقت مومن کے دل میں ہر حقیقت سے زیادہ طاقتور اور گہری ہوتی ہے۔ انہوں نے بیوی کو اللہ کے حوالہ کیا اور تن تنہا چل دئے، کیا صورت اسلام میں اتنی طاقت ہے کہ آدمی بیوی کو چھوڑ دے؟ ہم نے تو دیکھا ہے کہ لوگوں نے بیوی اور بچوں کے لیے کفر تک اختیار کر لیا اور صورت اسلام کی ذرا پروا نہیں کی ہے۔

آپ نے سنا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے باغ میں ایک چھوٹی سی چڑیا آ گئی اور اس کو پھر جانے کا راستہ نہ ملا، حضرت ابو طلحہؓ کی توجہ ہٹ گئی۔ نماز کے بعد انہوں نے پورا باغ صدقہ کر دیا۔ اس لیے کہ حقیقت نماز اس شرکت کو گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ باغ کی بھی ایک حقیت ہے اس کی سرسبزی، اس کی فصل، اس کی قیمت ایک حقیقت ہے اس حقیقت کا مقابلہ کرنے کی صورت نماز نہیں کر سکتی تھی، اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت حقیقت صلوٰۃ ہی میں ہے۔ آج ہماری آپ کی نماز ادنیٰ ادنیٰ حقیقتوں کا مقابلہ اس لئے نہیں کر سکتی کہ وہ حقیقت سے خالی اور ایک صورت ہے۔

آپ نے سنا ہو گا کہ یرموک کے میدان میں چند ہزار مسلمان تھے، اور کئی لاکھ رومی، ایک عیسائی (جو مسلمانوں کے جھنڈے کے نیچے لڑ رہا تھا) کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ رومیوں کی تعداد کا کچھ ٹھکانہ ہے؟ حضرت خالدؓ نے کہا خاموش خدا کی قسم اگر میرے گھوڑے اشقر کے سم درست ہوتے تو میں رومیوں کو پیغام بھیجتا کہ اتنی ہی تعداد اور میدان میں لے آئے۔

حضرات! حضرت خالد کو یہ اطمینان و اعتماد کیوں تھا۔ اور وہ رومیوں کی تعداد کو بے حقیقت کیوں سمجھتے

تھے؟ اس لیے کہ وہ حقیقت اسلام رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کے مقابل صرف رومیوں کی صورتیں ہیں جو ہر طرح کی حقیقت سے خالی ہیں، یہ لاکھوں صورتیں اسلام کی حقیقت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتیں۔

ہم یقیناً کلمہ پڑھتے ہیں، ہم میں سے بہت سے لوگ کلمہ کے معنی سے واقف ہیں، لیکن حقیقت کلمہ کوئی اور چیز ہے، وہ ان الفاظ اور معنی سے بہت بلند ہے۔ کلمہ کی یہ حقیقت صحابہ کرام کو حاصل تھی، جب وہ کہتے تھے۔ لاالہ الااللہ تو واقعتہً سمجھتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم و بادشاہ نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی محبت و خوف کے لائق نہیں، اللہ کے سوا کوئی ہستی کوئی ہستی نہیں۔ کیا یہ حقیقتیں ہم سب کے دل میں اتری ہوئی ہیں، ہمارے دماغ کے اندر بسی ہوئی ہیں ہماری زندگی کے اندر جڑ پکڑے ہوئے ہیں؟ اگر ہم ان حقیقتوں سے واقف بھی ہوتے تو لا الہ الااللہ کہتے ہوئے ہمیں احساس ہوتا کہ ہم کتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں جس کو اس حقیقت کا ذرا بھی احساس ہے اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے سمجھتا ہے کہ وہ کتنا بڑا دعویٰ کر رہا ہے

چومی گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

ہم جب جانتے ہیں کہ آخرت برحق ہے۔ جنت و دوزخ برحق ہیں مرنے کے بعد یقیناً زندہ ہونا ہے۔ لیکن کیا سب کو ایمان کی وہ حقیقت حاصل ہے جو صحابہ کو حاصل تھی؟ اس حقیقت کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابی کھجور کھاتے پھینک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا میرے لیے بہت مشکل ہے اور فوراً بڑھ کر شہادت حاصل کرتا ہے۔ اس لیے کہ جنت اس کے لیے ایک حقیقت تھی اور وہ حقیقت اس کے سامنے تھی۔ اس کی حقیقت جس کو حاصل تھی وہ قسم کھا کر کہتا تھا کہ مجھے احد پہاڑ کے اس طرف سے جنت کی خوش بو آرہی ہے۔ یرموک کے میدان میں ایک صحابی ابو عبیدہ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امیر! میں سفر کے لیے تیار ہوں کوئی پیغام تو نہیں کہنا ہے؟ وہ کہتے ہیں، ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ نے ہم سے جو وعدے فرمائے تھے وہ سب پورے ہو رہے ہیں یہ ہے یقین کی حقیقت اس حقیقت پر کون سی قوت غالب آسکتی ہے، اور ایسی حقیقت رکھنے والی جماعت پر کون سی جماعت غالب آسکتی ہے؟

صورت اسلام حفاظت کرنے کے لیے کافی نہیں:

امت میں جو سب سے بڑا انقلاب ہوا وہ یہ کہ اس کی ایک بڑی تعداد اور شاید سب سے بڑی تعداد میں صورت نے حقیقت کی جگہ لے لی۔ یہ آج کی بات نہیں، یہ صدیوں کی پرانی حقیقت ہے صدیوں سے صورت نے حقیقت کی جگہ حاصل کر رکھی ہے عرصہ تک دیکھنے والوں کو صورت پر حقیقت کا دھوکا ہوتا رہا۔ اور حقیقت کے ڈر سے اس صورت کے قریب آنے سے بچتے رہے لیکن جب کسی نے ہمت کر کے اس صورت کو چھوا تو معلوم ہوا کہ اندر سے پول ہے اور حقیقت غائب ہو چکی ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کبھی کبھی کاشتکار کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر اس پر کوئی کپڑا ڈال دیتا ہے جس کو دیکھ کر پرندوں اور جانوروں کو شبہہ ہوتا ہے کہ کوئی آدمی رکھوالی کر رہا ہے، لیکن اگر کبھی کوئی سیانا کوا یا ہوشیا جانور ہمت کر کے کھیت میں جا پڑے تو ظاہر ہے کہ وہ بے جان شبیہہ کچھ نہیں کر سکتی پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جانور اس

کھیت کو روند ڈالتے ہیں اور پرندے اس کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا، ان کی صورت حقیقت بن کر برسوں ان کی حفاظت کرتی رہی، قومیں ان کے قریب آنے سے ڈرتی تھیں حقیقت اسلام کے واقعات ان کے ذہن میں تازہ تھے اور کسی کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، لیکن کب تک؟ جب تاتاریوں نے بغداد پر چڑھائی کی جس پر حملہ کرنے سے وہ برسوں احتیاط کرتے رہے تو اس صورت کی حقیقت کھل گئی اور مسلمانوں کا بھرم جاتا رہا، اس وقت سے صورت اسلام حفاظت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اب صرف حقیقت اسلام ہی اس امت کی حفاظت کر سکتی ہے۔

ہماری خطا

آپ تاریخ اسلام میں مسلمانوں کی ناکامی کی تلخ داستانیں پڑھتے ہیں یہ حقیقت کی شکست کے واقعات نہیں یہ سب صورت کی شکست و ہزیمت کے واقعات ہیں صورت نے ہم کو ہر معرکہ میں رسوا و ذلیل کیا ہے لیکن خطا ہماری تھی ہم نے غریب صورت پر حقیقت کا بوجھ رکھنا چاہا وہ اس بوجھ کو سہار نہ سکی خود بھی گری اور عمارت کو بھی زمین پر لے آئی۔

حقیقت اسلام مدتوں سے میدان میں آئی ہی نہیں:

عرصہ دراز سے صورت اسلام معرکہ آزما ہے اور شکست پر شکست کھا رہی ہے اور حقیقت اسلام مفت میں بدنام اور دنیا کی نگاہوں میں ذلیل ہو رہی ہے، دنیا سمجھ رہی ہے کہ ہم اسلام کو شکست دے رہے ہیں، اس کو خبر نہیں کہ حقیقت اسلام تو مدت سے میدان میں آئی ہی نہیں اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی صرف صورت ہے نہ اسلام کی حقیقت۔

یورپ کی قوموں کے مقابلہ میں ترکی میدان میں آیا لیکن اسلام کی ایک نڈھال صورت لے کر یہ نحیف و نزار صورت مقابلہ میں ٹھہر نہ سکی، فلسطین میں تمام عرب قومیں اور سلطنتیں مل کر یہودیوں کے مقابلہ میں آئیں لیکن حقیقت اسلام شوق شہادت جذبہ جہاد اور ایمانی کیفیات سے اکثر عاری، عربی قومیت کے نشہ میں سرشار صرف اسلام کے نام و نسب سے آراستہ، نتیجہ یہ ہوا کہ اس بے روح صورت نے یہودیوں کی جنگی قوت و تنظیم و اسلحہ کی حقیقت سے مات کھائی اس لئے کہ صورت حقیقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی، یہودی ایک حقیقت رکھتے تھے۔ اگرچہ سر تا پا مادی، عرب صرف ایک صورت رکھتے تھے اگرچہ مقدس لیکن صورت صورت ہے اور حقیقت حقیقت ہے۔

رحمت و نصرت تائید و اعانت کے وعدے حقیقت سے متعلق ہیں:

اسلام کی صورت اللہ کے یہاں ایک درجہ رکھتی ہے اس لئے کہ اس میں مدتوں اسلام کی حقیقت بسی ہوئی رہی ہے اور یہ کہ حقیقت کا قالب ہے اسلام کی صورت بھی اللہ کو پیاری ہے اس لئے کہ اس کے محبوبوں کی پسندیدہ صورت ہے، اسلام کی صورت بھی اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے اس لئے کہ اس صورت سے حقیقت اسلام کی طرف منتقل ہونا نسبتاً آسان ہے، جہاں صورت بھی نہیں وہاں حقیقت پر پہنچنا بہت مشکل ہے لیکن دوستو اللہ تعالی کی حرمت و نصرت کے وعدے دنیا میں اور مغفرت و نجات اور ترقی درجات کے وعدے آخرت میں سب حقیقت سے

متعلق ہیں نہ کہ صورت سے، حدیث میں ہے: ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے جو لوگ صرف صورت کے حامل تھے اور حقیقت سے یکسر خالی تھے، ان کو وہ ان لکڑیوں سے تشبیہہ دیتا ہے جو کسی سہارے رکھی ہوئی ہیں، وہ فرماتا ہے:

واذا رایتھم تعجبک اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم کانھم خشب مسندۃ، یحسبون کل صیحۃ علیھم. (سورہ منافقون ۴)

اگر تم ان کو دیکھو تو تم کو ان کے جسم بڑے بھلے معلوم ہوں گے، وہ بات کریں گے تو تم کان لگا کر سنو گے لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ لکڑیاں ہیں جو سہارے سے رکھی ہوئی ہیں، ہر آواز کو وہ اپنے خلاف ہی سمجھتے ہیں۔

دین کے اقتدار اور امن و اطمینان کا وعدہ:

دنیا میں بھی فتح و نصرت و تائید و اعانت کے وعدے حقیقت ایمان کے ساتھ مشروط ہیں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے۔ **ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الا علون ان کنتم مؤمنین. (ال عمران ۱۲۹)**

سست و غمگین نہ ہو، تم ہی سربلند ہو، اگر تم (حقیقتہً) صاحب ایمان ہو۔

ظاہر ہے کہ اس آیت میں خطاب مسلمانوں ہی کو ہے لیکن پھر بھی شرط لگائی ہے کہ اگر تم میں حقیقت ایمان پائی جاتی ہے تو پھر تمہاری سربلندی میں شک نہیں۔

دوسری آیت میں بھی صفت ایمان ہی پر اپنی مدد کا وعدہ فرمایا:

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (المومن ۵۱)

ہم ضرور ضرور اپنے پیغمبروں کی مدد کریں گے اور ان لوگوں کو جو صفت ایمان سے متصف ہیں، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی جب اللہ کے گواہ کھڑے ہوں گے۔

اسی حقیقت ایمان پر خلافت ارضی دین کے اقتدار اور امن و اطمینان کا وعدہ فرمایا ہے۔

وعملوا الصٰلحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا. (سورہ نور ۵۵)

ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان رکھتے ہیں اور جن کے عمل صالح ہیں اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین کی خلافت سے سرفراز کرے گا جیسے ان لوگوں کو سرفراز کیا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے دین کو جو اللہ کا پسندیدہ ہے اقتدار عطا فرمائے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

لیکن باوجود اس کے کہ یہ سارے وعدے ایمان و عمل صالح کی بنیاد پر تھے پھر یہ شرط فرمائی کہ یہ ضروری ہے کہ ان میں اسلام کی حقیقت (توحید کامل) پائی جائے۔ **یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا. (النور)**

(اس شرط سے کہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

امت کی سب سے بڑی خدمت:

پس اس وقت سب سے بڑا کام اور امت کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس کے عوام اور سواد اعظم کی

صورت سے حقیقت کی طرف سفر کرنے کی دعوت دی جائے، صورت اسلام میں روح اسلام اور حقیقت اسلام پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، اس وقت امت کی سب سے بڑی احتیاج یہی ہے کہ اسی سے اس کے حالات اور اس کے نتیجہ میں دنیا کے حالات بدلیں گے، دنیا کے حالات اس امت کے حالات کے اور اس امت کے حالات اس حقیقت کے تابع ہیں، یہ امت حضرت مسیح (علیہ السلام) کے الفاظ میں زمین کا نمک ہے، دیگ کا مزا نمک کے تابع ہے اور نمک کا مزا اس کی نمکینی پر موقوف ہے اگر نمک کی نمکینی ختم ہو جائے تو وہ نمک کس کام کا؟ اور پھر کھانے کو خوش ذائقہ بنانے والی چیز کہاں سے آئے گی؟ آج ساری زندگی بے کیف اور بے روح ہے اس لئے کہ اس امت کی بڑی تعداد حقیقت سے عاری اور روح سے خالی ہے پھر زندگی میں روح اور حقیقت کہاں سے آئی گی؟

دوسری قوموں کی زندگی کی جڑیں خشک ہو چکی ہیں:

دنیا کی اور قومیں بھی ہیں جو ہزاروں برس سے اپنے مذہب اور روح سے خالی ہو چکی ہیں اور ان میں صرف چند بے روح رسمیں اور چند بے حقیقت صورتیں رہ گئیں ہیں لیکن ان قوموں کی دینی و روحانی زندگی ختم ہو چکی ہے ان کی زندگی کے سوتے خشک ہو چکے ہیں آج دنیا کی کوئی طاقت کوئی شخصیت کوئی اصلاح ان میں دینی زندگی اور حقیقی روح پیدا نہیں کر سکتی ایک نئی قوم کا بن جانا ان قوموں کی دوبارہ زندگی سے آسان ہے۔ جن لوگوں نے ان قوموں میں از سر نو دینی زندگی اور اخلاق روح پیدا کرنے کی انتہائی جدوجہد کی، وہ زمانہ حال کے وسائل اور سہولتوں کے باوجود سخت ناکام رہے، اس لئے کہ درحقیقت ان میں ایمان و یقین اور دینی روح پیدا کرنے کا سر چشمہ عرصہ ہوا خشک ہو چکا ہے، زندگی کا سرا اور سر رشتہ کٹ چکا ہے۔ جب کسی درخت کی جڑ خشک ہو چکی ہو اور اس کی رگیں زمین چھوڑ چکی ہوں تو اس کی پتیوں کو پانی دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔

مسلمانوں کے لئے حقیقت کی طرف ترقی کرنے کی ضرورت:

لیکن اس امت کی زندگی کا سر چشمہ موجود ہے اس امت کی زندگی کا سرا موجود ہے اور یہ امت اس سے وابستہ ہے وہ ہے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان، آخرت اور حساب کتاب کا یقین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار اس امت کا اس گئی گذری حالت میں بھی اللہ اور اس کے رسول سے جو تعلق ہے وہ دوسری قوموں کے خواص کو بھی نصیب نہیں، اس انحطاط کے زمانہ میں بھی جتنی حقیقت اس میں پائی جاتی ہے وہ دوسری قوموں میں مفقود ہے، اس کی کتاب آسمانی (قرآن مجید) محفوظ ہے اور اس کے ہاتھوں میں ہے، اس کے پیغمبر کی سیرت اور زندگی جو آج بھی ہزاروں لاکھوں دلوں کو گرما دینے اور زمانہ کے خلاف لڑا دینے کی طاقت رکھتی ہے، مکمل طریقہ پر موجود ہے اور آنکھوں کے سامنے ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگی اور ان کی زندگی کا انقلاب اور ان کی کوششوں سے دنیا کا انقلاب نظر کے سامنے موجود ہے یہ سب زندگی کے سر چشمے ہیں، یہ حرارت اور روشنی کے مرکز ہیں صرف اس کی ضرورت ہے کہ اس امت میں صورت سے حقیقت کی طرف ترقی کی ضرورت کا عام احساس پیدا ہو، زندگی کے ان مرکزوں سے تعلق پیدا ہو، اور مادی و معاشی انہماک سے ان کو مرکزوں سے اکتساب فیض کی فرصت ملے اور وہ اپنی اصلی زندگی کے چند دن گذار کر اپنی زندگی میں انقلاب اور اپنی پوری زندگی میں ایمان و احتساب اور اللہ کے وعدہ پر یقین اور اس کی رضا کے شوق میں کام کی روح پیدا کرے۔ ہماری دعوت صرف یہ ہے کہ

یا ایھاالذین آمنوا اے مسلمانو! صورت اسلام سے حقیقت ایمان کی طرف ترقی کرو۔

ہمارے مستقبل ہفتہ وار اجتماعات جن کی ہم شہر شہر اور قصبہ قصبہ دعوت دیتے ہیں اسی لئے ہیں کہ ہر آبادی میں ایسے مرکز قائم ہوں جہاں مسلمان جمع ہو کر اپنی زندگی کا بھولا ہوا سبق یاد کریں، جہاں سے انہیں حقیقت اسلام کا پیغام ملے جہاں سے ان کو اپنی کھوئی ہوئی زندگی کا سراغ لگے، جہاں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصلی اسلامی زندگی کے واقعات اور دین کی بنیادی و اصولی دعوت کے ذریعہ ان میں دینی انقلاب کی خواہش پیدا ہو، اگر یہ مرکز اور اس طرح کے اجتماعات نہ ہوئے تو بڑے پیمانے پر اور طاقتور اور موثر طریقہ پر امت کی اکثریت میں "حقیقت اسلام" اور روح اسلام پیدا ہونے کی کیا توقع ہے؟

پھر ہم مسلمانوں کو اس کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ کچھ دن حقیقت اسلام کو حاصل کرنے اور اس کو اپنے میں راسخ کرنے کے لئے اپنے اوقات فارغ کریں اور اس ماحول سے نکل کر جس میں حقیقت اسلام پنپنے اور ایمانی کیفیت ابھرنے نہیں پاتیں، ایک ایسے ماحول میں وقت گزاریں جہاں اصلی زندگی کی جھلک موجود ہو، جہاں علم و ذکر، دعوت و تبلیغ، خدمت و ایثار، تواضع و خلق، محنت و جفاکشی کی زندگی ہو، ہم اس وقت مسلمانوں کو اس مقصد کے لئے جماعتوں کی شکل میں نکلنے کی دعوت دیتے ہیں، اگر مسلمانوں کی بڑی تعداد اس کو جز زندگی بنا لے اور اس کا رواج پڑ جائے تو ہم کو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ کروڑوں مسلمانوں تک حقیقت اسلام کا یہ پیغام پہنچ جائے گا۔ اور لاکھوں مسلمانوں کی زندگی میں دینی روح ایمان و اسلام کی حقیقت اور اس کی صفات و کیفیات پیدا ہو جائیں گی۔

حقیقت اسلام دوبارہ پیدا ہو سکتی ہے:

حضرات! ہم اس سے بالکل مایوس نہیں ہیں کہ اس زمانہ میں حقیت اسلام پیدا نہیں ہو سکتی ہم کسی ایسے زمانہ اور انقلاب کے قائل نہیں جس میں حقیقت اسلام دوبارہ پیدا نہیں کی جا سکتی، آپ پیچھے مڑ کر دیکھئے، تاریخ کے سمندر میں آپ کو حقیقت اسلام کے جزیرے بکھرے ہوئے نظر آویں گے، بارہا حقیقت اسلام ابھری اور ایمانی کیفیات پیدا ہوئیں، وہی اللہ اور رسول پر یقین و اعتمادی، وہی شہادت کا ذوق، جنت کا شوق، وہی دنیا پر آخرت کی ترجیح، جب کبھی اور جہاں کہیں حقیقت اسلام پیدا ہو گئی اس نے ظاہری قرائن و قیاسات کے خلاف حالات اور مخالف طاقتوں پر فتح پائی ہے، تمام گزرے ہوئے واقعات کو دہرا دیا ہے اور قرن اول کی یاد تازہ کر دی ہے۔

حقیقت اسلام میں آج بھی طاقت ہے:

حقیقت اسلام اور حقیقت ایمان میں آج بھی وہی طاقت ہے جو ابتدائے اسلام میں تھی آج بھی اس سے وہ تمام واقعات ظاہر ہو سکتے ہیں جو اس سے پہلے ظاہر ہوئے ہیں آج بھی اس کے سامنے دریا پایاب ہو سکتے ہیں سمندر میں گھوڑے ڈالے جا سکتے ہیں، درندے جنگل چھوڑ کر جا سکتے ہیں، بھڑکتی ہوئی آگ گلزار بن سکتی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ حقیقت ابراہیمی موجود ہو

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

عوام کے لئے تقلید محض کی ضرورت

تقلید کا سب سے پہلا درجہ "عوام کی تقلید" کا ہے۔ یہاں "عوام" سے ہماری مراد مندرجہ ذیل اقسام کے حضرات ہیں:

۱۔ وہ حضرات جو عربی زبان اور اسلامی علوم سے بالکل ناواقف ہوں، خواہ وہ دوسرے فنون میں کتنے ہی تعلیم یافتہ اور ماہر و محقق ہوں۔

۲۔ وہ حضرات جو عربی زبان جانتے اور عربی کتابیں سمجھ سکتے ہوں۔ لیکن انہوں نے تفسیر وحدیث و فقہ اور متعلقہ دینی علوم کو باقاعدہ اساتذہ سے نہ پڑھا ہو۔

۳۔ وہ حضرات جو رسمی طور پر اسلامی علوم سے فارغ التحصیل ہوں۔ لیکن تفسیر، حدیث، فقہ اور ان کے اصولوں میں اچھی استعداد اور بصیرت پیدا نہ ہوئی ہو۔

یہ تینوں قسم کے حضرات تقلید کے باب میں "عوام" ہی کی صف میں شمار ہوں گے، اور تینوں کا حکم ایک ہے۔ اس قسم کے عوام کو "تقلید محض" کے سوا چارہ نہیں، کیونکہ ان میں اتنی استعداد اور صلاحیت نہیں ہے کہ وہ براہ راست کتاب و سنت کو سمجھ سکیں، یا اس سے متعارض دلائل میں تطبیق و ترجیح کا فیصلہ کر سکیں۔ لہذا احکام شریعت پر عمل کرنے کے لئے ان کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ کسی مجتہد کا دامن پکڑیں اور اس سے مسائل شریعت معلوم کریں، چنانچہ علامہ خطیب بغدادی فرماتے ہیں۔

اما من یسوغ لہ التقلید فھو العامی الذی لایعرف طرق الحکام الشر عیتہ فیفو زلہ ان یقلد عالماً ویعمل بقولہ ...... ولانہ لیس من اھل الاجتھا دفکان فرضہ التقلید کتقلید الاعمیٰ فی القبلۃ فانہ لعالم یکن معہ الۃ الاجتھاد فی القبلۃ کان علیہ البصیر فیھا

الفقیہ والمتفقہ، للخطیب البغادی ص ٦٨ مطبوعہ دارالافتاء سعودیہ ریاض ۱۳۸۹ء

"رہی یہ بات کہ تقلید کس کے لئے جائز ہے؟ سو وہ عامی شخص ہے جو احکام شرعیہ کے طریقوں سے واقف نہیں، لہذا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے اور اس کے قول پر عمل پیرا ہو...... (آگے قرآن و سنت سے اس کی دلیلیں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں) اور اس لئے کہ وہ (عامی آدمی) اجتہاد کا اہل نہیں ہے لہذا اس کا فرض یہ ہے کہ وہ بالکل اس طرح تقلید کرے جیسے ایک نابینا قبلہ کے معاملے میں کسی آنکھ والے کی تقلید کرتا ہے، اس لئے کہ جب اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے وہ اپنی ذاتی کوششوں کے ذریعہ قبلہ کا رخ معلوم کر سکے۔ تو اس پر واجب ہے کہ کسی آنکھ والے کی تقلید کرے۔"

اس درجے کے مقلد کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ دلائل کی بحث میں الجھے اور یہ دیکھنے کی کوشش کرے کہ کون سے فقیہ و مجتہد کی دلیل زیادہ راجح ہے؟ اس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ کسی مجتہد کو متعین کرکے ہر معاملے میں اسی کے قول پر اعتماد کرتا رہے۔ کیوں کہ اس کے اندر اتنی استعداد موجود نہیں ہے کہ وہ دلائل کے راجح و مرجوح ہونے کا فیصلہ کر سکے بلکہ ایسے شخص کو اگر اتفاقاً کوئی حدیث ایسی نظر آجائے جو بظاہر اس کے امام مجتہد کے مسلک کے خلاف معلوم ہوتی ہو تب بھی اس کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے امام و مجتہد کے مسلک پر عمل کرے اور

حدیث کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا صحیح مطلب میں نہیں سمجھ سکا۔ یہ کہ امام مجتہد کے پاس اس کے معارض کوئی قوی دلیل ہوگی۔

بظاہر یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ مجتہد کے مسلک کو قبول کر لیا جائے اور حدیث میں تاویل کا راستہ اختیار کیا جائے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جس درجہ کے مقلد کا بیان ہو رہا ہے اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے اور اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دیدیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پا کر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط ایک ایسا وسیع و عمیق فن ہے کہ اس میں عمریں کھپا کر بھی ہر شخص اس میں عبور حاصل نہیں کر سکتا۔ بسا اوقات ایک حدیث کے ظاہری الفاظ سے ایک مفہوم نکلتا ہے، لیکن قرآن و سنت کے دوسرے دلائل کی روشنی میں اس کا بالکل دوسرا مفہوم ثابت ہوتا ہے اب اگر ایک عام آدمی صرف ایک حدیث کے ظاہری مفہوم کو دیکھ کر اس پر عمل کرے تو اس سے طرح طرح کی گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں، خود راقم الحروف کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کے علوم میں گہری استعداد کے بغیر جن لوگوں نے براہ راست احادیث کا مطالعہ کر کے ان پر عمل کی کوشش کی ہے وہ غلط فہمیوں کا شکار ہوتے ہوتے پر لے درجہ کی گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے۔

راقم الحروف کے ایک گریجویٹ دوست مطالعے کے شوقین تھے۔ اور انہیں بطور خاص احادیث کے مطالعہ کا شوق تھا اور ساتھ ہی یہ بات بھی ان کے دماغ میں سمائی ہوئی تھی کہ اگرچہ میں حنفی ہوں لیکن اگر حنفی مسلک کی کوئی بات مجھے حدیث کے خلاف معلوم ہوئی تو میں اسے ترک کردوں گا، چنانچہ ایک روز انہوں نے احقر کی موجودگی میں ایک صاحب کو یہ مسئلہ بتایا کہ "ریح خارج ہونے سے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا جب تک ریح کی بدبو محسوس نہ ہو یا آواز نہ سنائی دے" میں سمجھ گیا کہ وہ بیچارے اس غلط فہمی میں کہاں سے مبتلا ہوئے ہیں، میں نے ہر چند انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن شروع میں انہیں اس بات پر اصرار رہا کہ یہ بات میں نے ترمذی کی ایک حدیث میں دیکھی ہے، اس لئے میں تمہارے کہنے کی بناء پر حدیث کو نہیں چھوڑ سکتا۔ آخر جب میں نے تفصیل کے ساتھ حدیث کا مطلب سمجھایا اور حقیقت واضح کی تب انہوں نے بتایا کہ میں تو عرصہ، دراز سے اس پر عمل کرتا آرہا ہوں اور نہ جانے کتنی نمازیں میں نے اس طرح پڑھی ہیں کہ آواز اور بو نہ ہونے کی وجہ سے میں سمجھتا رہا کہ میرا وضو نہیں ٹوٹا۔

دراصل وہ اس سنگین غلط فہمی میں اس لئے مبتلا ہوئے کہ انہوں نے جامع ترمذی میں یہ حدیث دیکھی کہ:

عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الاوضو الامن صوت اوریح

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وضو اسی وقت واجب ہے جبکہ یا آواز ہو یا بدبو ہو۔

اسی کے ساتھ جامع الترمذی میں یہ حدیث بھی انہیں نظر پڑی کہ:

اذاکان احدکم في المسجد فوجد ریحابین الیته فلا یخرج حتی یسمع صوتاً او یجد ریحاً

اگر تم میں سے کوئی شخص مسجد میں ہو اور اسے اپنے سرینوں کے درمیان ہو تو وہ اس وقت مسجد سے (بہ ارادہ وضو) نہ نکلے جب تک اس نے (خروج ریح کی) آواز نہ سنی ہو یا اس کی بدبو نہ محسوس کی ہو۔

(جامع ترمذی ۱۵ اص ۳۱ باب ماجاء فی الوضوء من الریح)

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے انہوں نے یہی سمجھا کہ وضو ٹوٹنے کا مدار آواز یا بو پر ہے، حالانکہ تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان وہمی قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔ جنہیں خواہ مخواہ وضو ٹوٹنے کا شک ہوجاتا ہے اور مقصد یہ ہے کہ جب تک خروج ریح کا ایسا یقین حاصل نہ ہوجائے جیسا کہ آواز سننے یا بو محسوس کرنے سے حاصل ہوتا ہے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ چنانچہ دوسری روایات میں حدیث کا یہ مطلب صاف ہوگیا ہے۔ مثلاً ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی روایت کے الفاظ ہیں:۔

اذکان احدکم فی الصلوة فوجد حرکة فی دبره احدث اولم یحدث فاشکل علیه فلا ینصرن حتیٰ یسمع ثوتاً او یجد ریحاً

اگر تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو اور اسے اپنی پشت میں حرکت محسوس ہونے لگے کہ ریح خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ اس وقت تک وہ وہاں سے نہ ہٹے جب تک آواز نہ سن لے یا بو نہ پالے۔

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۴ باب من شک فی الحدیث)

نیز ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے واضح فرما دیا ہے کہ یہ جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو دیا تھا جو اس معاملے میں اوہام وساوس کا مریض تھا۔

لیکن حدیث کے مختلف طریق اور الفاظ کو جمع کر کے ان سے کسی نتیجہ تک وہی شخص پہنچ سکتا ہے جو علم حدیث کا ماہر ہو۔ محض ایک کتاب میں کوئی حدیث یا اس کا ترجمہ دیکھ کر تو انسان اسی گمراہی اور غلط فہمی میں مبتلا ہوگا جس میں وہ صاحب مبتلا ہوئے تھے۔

اسی طرح اگر ہر شخص کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کسی حدیث کو اپنے امام کے مسلک کے خلاف دیکھ کر امام کا مسلک چھوڑ سکتا ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ جامع ترمذیؒ میں اس کو یہ حدیث نظر پڑے کہ:

عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بین الظهر والعصر، وبین المغرب والعشاء بالمدینة من غیر خوف ولا مطر، قال فقیل لابن عباس ماارادابذالک؟ قال ارادان لاتحرج امته،

ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ آپ کی امت تنگی میں مبتلا نہ ہو۔ (جامع ترمذی، ج ۱ ص ۴۶)

اس حدیث کی بناء پر ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ظہر کی نماز عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں اکٹھا کر کے پڑھنا بغیر کسی سفر کے اور عذر کے بھی جائز ہے اور چونکہ میرے امام مجتہد کا مسلک اس حدیث صریح کے خلاف ہے اس لئے میں مجتہد کا مسلک ترک کر کے حدیث پر عمل کرتا ہوں حالانکہ اس حدیث کا مطلب آئمہ اربعہ اور اہل حدیث میں سے کسی کے نزدیک بھی یہ نہیں ہے کہ جمع بین الصلوٰتین بغیر عذر کے جائز ہے، بلکہ اس کو قرآن وسنت کے دوسرے دلائل کی روشنی میں صرف حنفیہ ہی نے نہیں بلکہ شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ بلکہ اہل حدیث حضرات نے بھی جمع صوری کے معنی پر محمول کیا ہے

(ملاحظہ ہو تحفۃ الاحوذی، للمبارک پوریؒ ج ۱ ص ۱۶۶، ۱۶۷)

(یعنی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز بالکل آخر وقت میں اور عصر کی بالکل اول وقت میں پڑھی اور اس طرح ظاہری اعتبار سے دونوں کی ادائیگی ایک ساتھ ہو گئی۔)

یہ دو مثالیں محض نمونے کے طور پر پیش کر دی گئیں، ورنہ ایسی احادیث ایک دو نہیں بیسیوں ہیں، جن کو قرآن و سنت کے علوم میں کافی مہارت کے بغیر انسان دیکھے گا۔ تو لامحالہ غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گا، اسی بنا پر علماء نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے علم دین باقاعدہ حاصل نہ کیا ہو۔ اسے قرآن و حدیث کا مطالعہ ماہر استاد کی مدد کے بغیر نہیں کرنا چاہیئے۔

یہ پھر یہ بات بھی پیچھے عرض کی جا چکی ہے کہ کسی امام و مجتہد کی تقلید تو کی ہی اس مقام پر جاتی ہے جہاں قرآن و سنت کے دلائل میں تعارض محسوس ہوتا ہے۔ لہذا اگر ایک مسئلے کے جواب میں امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف ہے تو ان میں سے کوئی بھی دلیل سے خالی نہیں ہوتا۔ تقلید کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ جو شخص ان دلائل میں راجح و مرجوح کا فیصلہ کرنے کے قابل نہیں ہے وہ ان میں سے کسی ایک دامن پکڑ لے۔ اب اگر امام ابو حنیفہؒ کا دامن پکڑنے کے بعد اسے کوئی ایسی حدیث نظر آ جاتی ہے۔ جس پر امام شافعیؒ نے اپنے مسلک کی بنیاد رکھی ہے تو اس کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے مسلک کو چھوڑ دے کیونکہ یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ امام شافعی کی بھی کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہو گی، لیکن ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اس دلیل کو کسی اور دلیل کی بنیاد پر چھوڑا ہے جو ان کے نزدیک زیادہ مضبوط اور قوی تھی۔ اس لئے ان کے مسلک کو حدیث کے خلاف نہیں کہا جا سکتا اور جس درجے کے مقلد کی بات ہو رہی ہے اس کے اندر چونکہ دلائل کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں ہے اس لئے وہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کس کی دلیل قوی ہے؟ چنانچہ اس کا کام صرف تقلید ہے اور اگر اسے کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف نظر آئے تب بھی اسے اپنے امام کا مسلک نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حدیث کا مفہوم یا اس کا صحیح محمل میں سمجھ نہیں سکا۔

اس کی مثال بالکل یوں سمجھئے کہ دنیا میں آج جب بھی کسی شخص کو قانون کے بارے میں کوئی بات معلوم کرنی ہوتی ہے تو وہ کسی ماہر قانون کی طرف رجوع کرتا ہے، قانون کی کتابیں براہ راست دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اب اگر بالفرض وہ کسی ایسے ماہر قانون کے پاس جاتا ہے جس کی علمی مہارت اور تجربہ مسلم ہے اور جس کے بارے میں اسے یقین ہے کہ یہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا اور وہ ماہر قانون کسی قانونی نکتے کی وضاحت کرتا ہے تو اس کا فرض یہ ہے کہ اس کی بات پر اعتماد کر کے اس پر عمل کرے پھر اگر بالفرض اسے اتفاقاً قانون کی کوئی کتاب ہاتھ لگ جاتی ہے اور اس کا کوئی جملہ اسے بظاہر اس ماہر قانون کی بتائی ہوئی بات کے خلاف محسوس ہوتا ہے تب بھی اس کا کام یہ نہیں ہے۔ کہ وہ ماہر قانون کی بات کو رد کر دے بلکہ اس کو عمل اسی ماہر قانون کی بات پر کرنا ہو گا اور کتاب کے بارے میں یہ سمجھنا ہو گا کہ اس کا صحیح مطلب کچھ اور ہے جو میں نہیں سمجھ سکا۔ وجہ یہ ہے کہ قانون کی کتابوں سے کوئی نتیجہ نکالنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے بلکہ اس کے لئے اس فن کی مہارت اور وسیع تجربہ درکار ہے، یہ بات اس سے کہیں زیادہ صحت کے ساتھ قرآن و سنت پر صادق آتی ہے کہ اس سے مسائل شرعیہ کا

استنباط ان علوم کی زبردست مہارت کا متقاضی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہاء نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ عوام کو براہ راست قرآن وحدیث سے احکام شریعت معلوم کرنے کے بجائے علماء فقہاء کی طرف رجوع کرنا چاہیئے بلکہ فقہاء نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کسی عام آدمی کو کوئی مفتی غلط فتویٰ دیدے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا، عام آدمی کو معذور سمجھا جائے گا لیکن اگر کوئی عام آدمی کوئی حدیث دیکھ کر اس کا مطلب غلط سمجھے اور اس پر عمل کرے تو وہ معذور نہیں ہے کیونکہ اس کا کام کسی مفتی کی طرف رجوع کرنا تھا خود قرآن وسنت سے مسائل کا استنباط اس کا کام نہ تھا۔

مثلاً سینگی، پچھنے لگوانے سے جمہور علماء کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر کسی عام آدمی نے کسی مفتی سے مسئلہ پوچھا اور اس نے غلطی سے یہ مسئلہ بتا دیا کہ روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اس کے بعد اس شخص نے یہ سمجھ کر کچھ کھا پی لیا کہ روزہ تو ٹوٹ ہی چکا ہے تو ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس پر صرف قضا ائے گی۔ کفارہ نہیں آئے گا۔ صاحب ہدایہ اس کی وجہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "لان الفتویٰ دلیل شرعی فی حقه"

(اس لئے کہ اس عام آدمی کے لئے مفتی کا فتویٰ دلیل شرعی ہے لیکن اگر کسی شخص نے ابوداؤد یا ترمذی وغیرہ میں یہ حدیث دیکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سینگی لگوا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: **فطر الحاجم والمحجوم** "سینگی لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا

یہ حدیث سنداً صحیح ہے لیکن بخاری میں ایک دوسری حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روزے کی حالت میں سینگی لگوائی ہے۔ اور نسائی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو سینگی لگوانے کی اجازت دی۔ ان احادیث کی بناء پر امام شافعیؒ، **الحاجم و المحجوم**" کا حکم یا تو منسوخ ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خاص آدمیوں کو کوئی اور ایسا کام کرتے دیکھا ہوگا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس حدیث کی اور بھی متعدد توجیہات کی گئی ہیں۔ (دیکھئے تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۲۴، ۶۵)

اور اس حدیث سے اس نے یہ سمجھ کر کہ سینگی لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کچھ کھا پی لیا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس پر کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ اس کا فرض یہ تھا کہ وہ کسی مفتی سے مسئلہ پوچھتا اور اس نے یہ فرض ادا نہیں کیا۔ امام یوسف فرماتے ہیں:

لان علیٰ العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم الهتداء فی حقه الا معرفة الاحادیث.

عام آدمی کا فریضہ یہ ہے کہ وہ فقہاء کی اقتداء کرے اس لئے کہ وہ احادیث کا علم حاصل کرے صحیح نتیجہ تک پہنچنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (ہدایہ جلد ۱، ص ۲۲۶، باب مایوجب القضاء والکفارۃ)

خلاصہ یہ ہے کہ عوام کے لئے تقلید کا پہلا درجہ متعین ہے یعنی ان کا کام یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے امام مجتہد کے قول پر عمل کریں اور اگر انہیں کوئی حدیث امام کے قول کے خلاف نظر آئے تو اس کے بارے میں یہ سمجھیں کہ اس کا صحیح مطلب یا صحیح محمل ہم نہیں سمجھ سکے، اور جس امام کی ہم نے تقلید کی ہے۔ انہوں نے اس کے ظاہری مفہوم کو کسی دوسری قوی دلیل کی بنا پر چھوڑا ہے، عوام کے لئے اس طرز عمل کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے، ورنہ احکام شریعت کے معاملے میں جو شدید افراتفری برپا ہوگی اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

مولانا زاہد الراشدی

سودی نظام اور اس کا مجوزہ متبادل سسٹم

حکومت پاکستان نے وفاقی شرعی عدالت میں ایک اور درخواست دائر کی ہے جس میں عدالت سے اس فیصلہ پر نظر ثانی کی استدعاء کی گئی ہے جس میں سودی نظام اور ملک میں رائج اس کی تمام صورتوں کو غیر شرعی قرار دیتے ہوئے حکومت کو پابند کیا گیا تھا کہ وہ ایک معینہ مدت کے اندر سودی نظام کو ختم کر کے غیر سودی بینکاری کا سسٹم پاکستان میں رائج کرے۔ اس وقت حکومتی حلقوں کی طرف سے کہا گیا تھا کہ غیر سودی بینکاری کا کوئی نظام موجود نہیں ہے اس لئے سودی نظام کو ختم کرنے کا عملی نتیجہ یہ ہوگا کہ ملکی معیشت میں سسٹم کا خلاء پیدا ہو جائے گا اور ملک اس کا متحمل نہیں ہے اس لئے سودی نظام کو ختم کرنا عملاً ممکن نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی حکومت پاکستان نے سپریم کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف رٹ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا تھا جس کی وجہ سے سودی بینکاری کا تسلسل اب تک قائم ہے ورنہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی رو سے اب سے کئی سال پہلے ملک سے سودی نظام کو ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ حکومت پاکستان پر اس سلسلہ میں دینی حلقوں کی طرف سے مسلسل دباؤ تھا کہ وہ سپریم کورٹ سے وہ رٹ واپس لے جو اس نے وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ فیصلے کے خلاف دائر کر رکھی ہے اور قومی اسمبلی میں قرآن و سنت کی دستوری بالادستی کی ترمیم کی منظوری کے بعد یہ دباؤ بڑھ گیا تھا۔ جس کے باعث حکومت پاکستان نے سپریم کورٹ سے اپنی رٹ واپس لینے کی درخواست کر دی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وفاقی شرعی عدالت میں ایک نئی درخواست بھی دائر کر دی ہے جس میں سود کے خلاف فیصلے پر نظر ثانی کے لئے کہا گیا ہے۔

اس درخوست کی جو تفصیلات اردو اخبارات میں شائع ہوئیں ان کے مطابق درخواست میں بہت سے ایسے نکات اٹھائے گئے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ سود کو کسی نہ کسی طرح شرعی عدالت سے جواز کی سند مل جائے لیکن ان میں کوئی نکتہ نیا نہیں ہے اور کم و بیش ان سب امور پر وفاقی شرعی عدالت پہلے ہی بحث کر چکی ہے اس لئے ان کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ البتہ ایک بات جو اس درخواست میں کہی گئی ہے وہ ہماری معلومات کے مطابق خلاف واقعہ ہے اور اسی پہلو پر کچھ معروضات پیش کی جا رہی ہیں۔

درخواست میں کہا گیا ہے کہ بلا سود بینکاری کا کوئی متبادل سسٹم ابھی تک پیش نہیں کیا گیا اس لئے ملکی معیشت سے سود کو ختم کرنا عملاً مشکل ہے، یہ بات غلط ہے اس لئے کہ جون ۱۹۸۴ء میں اس وقت کے وزیر خزانہ جناب غلام اسحق خان نے اپنی سالانہ بجٹ تقریر میں واضح طور پر اس امر کا اعلان کیا تھا کہ سٹیٹ بینک اور قومی معاشی اداروں کی مشاورت کے ساتھ بلا سود بینکاری کا ایک جامع اور ٹھوس پروگرام طے پا چکا ہے اور اس کی بنیاد پر اگلے سال یعنی ۸۵-۱۹۸۴ء کا بجٹ قطعی طور پر غیر سودی ہوگا۔ جناب غلام اسحاق خان کی یہ تقریر ریکارڈ پر موجود ہے اور اس سال کے قومی اخبارات میں آج بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے بلا سود بینکاری پر ایک مفصل رپورٹ عرصہ ہوا حکومت کے حوالے کر رکھی ہے جس کی پیشانی پر "صرف سرکاری استعمال کے لئے" کا لیبل چسپاں ہے اور وہ عام لوگوں کی دسترس سے باہر

ہے۔

سٹیٹ بینک کے سابق گورنر جناب آئی ایم حنفی اپنی ایک رپورٹ میں دعویٰ کے ساتھ کہہ چکے ہیں کہ بلا سود بینکاری کا سسٹم طے ہو گیا ہے جو قابل عمل ہے اور اسے معاشی ماہرین کا اعتماد حاصل ہے۔ وفاقی وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں اس سلسلہ میں قائم ہونے والی کمیٹی نے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر معاشی ماہرین کے ساتھ ان رپورٹوں اور غیر سودی بینکاری کے متبادل سسٹم کا جائزہ لے کر اسے قابل عمل قرار دیا ہے اور راجہ صاحب اس کا کئی بار اعلان کر چکے ہیں بلکہ راقم الحروف کے ساتھ ایک ملاقات میں انہوں نے پورے اعتماد اور عزم کے ساتھ کہا ہے کہ اب اس بارے میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا اور ملک بہت جلد سودی معیشت سے پاک ہو جائے گا۔ عالم اسلام کے مختلف ممالک میں بلاسود بینکاری کے نظام کی بنیاد پر بہت سے بینک کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں جنہیں سینکڑوں میں شمار کیا جاسکتا ہے حتیٰ کہ برطانیہ کے بینک آف آئرلینڈ نے بھی بلاسود بینکاری کا کاؤنٹر تجرباتی طور پر قائم کر رکھا ہے جو کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے اس لئے یہ کہنا کہ چونکہ غیر سودی بینکاری کا کوئی متبادل سسٹم موجود نہیں ہے اس لئے سودی نظام ختم نہیں کیا جاسکتا محض "عذرلنگ" ہے اور اصل بات یہ ہے کہ ہمارے حکمران طبقات سود پر کسی نہ کسی طرح شرعی جواز کا ٹھپہ لگوانے کی فکر میں ہیں تاکہ شرعی قوانین کی خلاف ورزی کے الزام سے بھی بچ جائیں اور سودی نظام بھی جوں کا توں چلتا رہے۔

اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کسی سے مخفی نہیں ہیں کہ قرآن کریم نے سود پر اصرار کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ آرائی قرار دے رکھا ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلم سوسائٹی اور اسلامی ریاست میں سود کے لئے کسی گنجائش کو روا نہیں رکھا۔ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ فتح مکہ اور فتح حنین کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کر لیا مگر جب بیس روز کے محاصرے کے باوجود طائف فتح نہ ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محاصرہ اٹھا کر مدینہ منورہ واپس چلے گئے اور اس کے بعد طائف کا سردار عبدیالیل بھی ایک وفد لے کر مدینہ منورہ پہنچ گیا اور پیش کش کی کہ ہم طائف والے مسلمان ہونے کے لئے تیار ہیں مگر ہماری تین شرطیں ہیں۔

۱۔ ہمارے نوجوان اکثر مجرد رہتے ہیں اور زنا کے بغیر ان کا گزارہ نہیں ہوتا اس لئے ہمیں زنا کی حرمت کے حکم سے مستثنیٰ رکھا جائے۔

۲۔ ہمارے ہاں زیادہ تر انگوروں کے باغ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے شراب کی تجارت بھی ہماری سب سے بڑی تجارت ہے اس لئے ہمیں شراب کی اجازت دی جائے۔

۳۔ ہمارا تمام تر کاروبار سود پر مبنی ہے اور اس کے بغیر ہم کاروبار کر ہی نہیں سکتے اس لئے ہمارے لئے سود کو روا رکھا جائے۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تینوں شرطیں مسترد کر دیں اور بالآخر طائف والوں کو غیر مشروط طور پر دائرہ اسلام میں داخل ہونا پڑا۔ اسی طرح یمن کی سرحد پر آباد نجران کے عیسائیوں کے ساتھ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ طے پایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدہ میں یہ شرط بطور خاص لکھوائی کہ کوئی شخص سودی کاروبار نہیں کرے گا اور اگر کسی ذمہ دار شخص نے ایسا کیا تو معاہدہ منسوخ ہو جائے گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سود کی بنیاد پر کاروبار کی کسی بھی درجہ میں اجازت نہیں دیے رہے نہ مسلمانوں کو اور نہ غیر مسلموں کو اور اس طرح سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی مسلم ملک کی تمام تر معیشت کلیتہً سود سے پاک ہو۔

مگر ہمارے ہاں اسلام کے تمام تر دعوؤں کے باوجود سودی نظام کو قائم رکھنے اور متبادل صورتوں کے نام پر سود کی کچھ شکلوں کو باقی رکھنے کی تگ و دو ہو رہی ہے جس پر افسوس کا اظہار ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مرحوم دوست کی بات بار بار یاد آتی ہے۔ گوجرانوالہ کے لاہوری دروازے میں ایک پرانے احراری کارکن ملک محمد سلیم مرحوم تھے جو نظریاتی اور پختہ احراری اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فدائی تھے۔ چند برس پہلے کی بات ہے کہ میں نے مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں جمعۃ المبارک کے خطاب میں سود کا حکم بیان کیا اور سودی نظام کے خاتمہ کے سلسلہ میں سرکاری دعوؤں کو رد کرتے ہوئے سامعین کو بتایا کہ سود کا متبادل ہمارے پاس موجود ہے اور کئی بار پیش کیا جا چکا ہے۔ جمعہ کے بعد میرا گزر ان کی دکان کے سامنے سے ہوا تو انہوں نے مجھے آواز دے کر روک لیا اور کہا کہ مولوی صاحب! آپ یہ متبادل متبادل کی بات کیا کر رہے ہیں؟ سیدھی بات کریں کہ قرآن کریم نے سود کو حرام کہا ہے اس لئے سودی نظام کو ختم کرو کیونکہ حرام کا کوئی متبادل نہیں ہوتا اور مولوی صاحب! اگر کل ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ زنا کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہوتا اس لئے ہمیں اس کا متبادل بتاؤ اور جب تک علماء کرام زنا کا کوئی متبادل نہیں بتائیں گے ہم زنا کو ختم نہیں کر سکتے تو مولوی صاحب! کیا زنا کا بھی کوئی متبادل ان کے سامنے پیش کرو گے؟

سچی بات ہے کہ میرے پاس ملک محمد سلیم مرحوم کی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے یہ سوال وفاقی شرعی عدالت میں نظر ثانی کی درخواست سماعت کے لئے منظور کرنے والے جج صاحبان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ وہ قوم کے سامنے اس کا کوئی تسلی بخش جواب پیش کر سکیں۔

ضرورت رشتہ

میرا لڑکا جس کی عمر بیس (۲۰) سال ہے۔ تعلیم یافتہ۔ نیک سیرت۔ اور الحمد اللہ اچھے کردار کا حامل ہے۔ فی الحال اپنی زرعی اراضی کی نگرانی کر رہا ہے، کیلئے نیک رشتہ کی ضرورت ہے۔ قومیت اور جہیز وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے۔ صرف دیوبندی مکتب فکر کے احباب مکمل کوائف کے ساتھ رابطہ کریں۔

حافظ ارشاد احمد
دیوبندی

اسلامی دواخانہ ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان فون:0731-62712

(مولانا عبدالواحد مخدوم)

قرآن کریم کی بعض سورتوں کے فضائل

سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے فضائل

(۱) حضرت نفیر بن نفیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کو دو ایسی آیتوں سے ختم فرمایا کہ وہ اللہ کے عرش کے نیچے والے خزانے سے دی گئی ہیں۔ ان کو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ۔ وہ دو آیتیں۔ رحمت ہیں اور قرب کا سبب ہیں۔ اور دعا ہیں۔ مشکوٰۃ۔

(۲) ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورۃ بقرہ کا آخر رات کو پڑھے گا۔ اس کے لئے رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

(۳) ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سوتے وقت سورۃ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا تو وہ کبھی قرآن نہ بھولے گا۔ اور وہ دس آیتیں یہ ہیں۔ چار اوّل سے المفلحون تک۔ ایک آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور اس سورت کی آخری تین آیتیں۔

(ہدایات الرحیم فی آیات الکتاب الحکیم۔ مصنفہ حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ)

(۴) ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورت بقرہ کی آخری دو آیتیں جو ان کو رات میں پڑھے گا وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

سورۃ کہف کے فضائل

(۱) ہر جمعہ کو رات میں یا دن میں سورۃ کہف کو ضرور پڑھنا چاہیے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کو پڑھ لیتا ہے اس کے لئے اس جمعہ سے آنے والے جمعہ تک (پورا ہفتہ) ایک نور، روشنی بخشتا رہتا ہے (حصن حصین)

(۲) ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۃ کہف کو پڑھتا رہے گا اس کے لئے یہ سورۃ قیامت کے دن اس جگہ سے مکہ تک ایک (ضیا پاش) نور ہو گی۔ (ایضاً)

سورۃ یٰسین کے فضائل

(۱) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر سورۃ یٰسین پڑھے اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کو مُردوں کے پاس پڑھو۔ (مشکوٰۃ)

(۲) ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورۃ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے گا اس کی تمام حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔ (ایضاً)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کے لئے دل ہے اور قرآن مجید کا دل سورۃ یٰسین ہے۔ جو اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس قرآن کے برابر ثواب

لکھتا ہے۔ (ترمذی، مشکواۃ)

(۴) ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس نے سورۃ یٰسین کو ہر رات میں پڑھا اور اسی حالت میں مر گیا تو شہید مرا۔ فضائل قرآن۔

(۵) ایک روایت میں وارد ہے کہ سورۃ یٰسین کی تلاوت عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔
(گنجینہ اسرار۔ ازعلامہ کشمیری صاحب ومثلہ مشکوٰۃ)

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ سورۃ میری امت کے ہر آدمی کو یاد ہو۔ (حدیث التفاسیر)

(۷) امام احمد نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اس سورۃ کو اپنے مُردوں پر پڑھو۔ یعنی جو قریب المرگ ہو۔ (کیونکہ یہ سورۃ جس مشکل کے لئے پڑھی جائے اللہ تعالی اس کو آسان فرما دیتا ہے۔ جان کنی کے وقت پڑھنے سے روح کا نکلنا سہل ہو جاتا ہے۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سورۃ قریب المرگ کے پاس پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے سورت طٰہٰ اور سورۃ یٰسین کو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے ایک ہزار سال قبل پڑھا۔ فرشتوں نے سن کر کہا کہ اس امت کو مبارک ہو جس پر یہ نازل ہوں گی۔ اور ان کے دلوں کو بشارت ہو جو ان کو اٹھائیں گے۔ اور ان زبانوں کے لئے مبارک ہو جو ان کو پڑھیں گے۔ (ابن کثیر)

(۸) ایک حدیث میں ہے کہ اس سورۃ کا نام تورات میں معمہ آیا ہے۔ یعنی اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی خیر و برکات عام کرنے والی۔ اور اس کے پڑھنے والے کا نام شریف آیا ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز اس کی شفاعت قبیلہ کے لوگوں سے زیادہ کے لئے قبول ہو گی۔ (بیہقی)

(۹) بعض روایات میں اس کا نام مدافعہ بھی آیا ہے۔ یعنی اپنے پڑھنے والے سے بلاؤں کو دفع کرنے والی۔ اور بعض میں قاضیہ بھی آیا ہے۔ یعنی حاجات کو پورا کرنے والی۔ (روح المعانی)

(۱۰) حدیث جندب میں ہے کہ جو رات یہ سورت پڑھے گا اللہ تعالی اس کو بخش دے گا۔ ابن حبان۔

سورۃ فتح کے فضائل

(۱) حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ فتح مجھے ان تمام چیزوں سے محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (یعنی دنیا کی تمام چیزوں سے) (بخاری)

(۲) بعض عارفین نے لکھا ہے کہ جو اس سورۃ کو رمضان شریف کی پہلی تاریخ (یعنی چاند رات) کو پڑھے گا تو سال بھر تک اس کی روزی کشادہ رہے گی۔ اگر فقیر ہے تو مالدار ہو جائے گا۔ قرضدار ہے تو قرضہ ادا ہو جائے گا۔ (معلم الدین)

سورۃ واقعہ کے فضائل

(۱) حضرت ابن مسعودؓ کی مرض وفات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور بعد میں حضرت عثمان غنی نے کچھ عطیہ دینا چاہا کہ یہ لے لیجئے آپ کے بعد آپ کی لڑکیوں کے کام آئے گا۔ فرمایا

بقیہ ص ۳۴ پر

ترجمہ: حافظ ظہیر احمد حنفی

مُسافر

مجاہد اسلام ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید کی فکر انگیز تحریر جو مردہ قلوب کے لئے اکسیر ہے

اسلام کے نام لیواؤ! ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے والو! ..... پروردگار کی ربوبیت کا اقرار کرنے والو! ... یادرکھو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں جھنجھوڑتے ہوئے ارشاد فرمایا

تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولافساد والعقبتہ للمتقین (سورۃ قصص. ۸۳)

ترجمہ: اور آخرت کا ٹھکانہ تو صرف، ان لوگوں کو عطا کیا جائے گا جو روئے زمین میں نہ تو تکبر کا اظہار کرتے ہیں اور نہ فساد ڈالتے ہیں اور متقین کا انجام ہی بہترین انجام ہے۔

آخرت صرف ان لوگوں کی ہے جو اس دنیا کے پیچھے نہیں بھاگتے، امام فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی توضیح میں فرمایا، یہ ہے وہ مقام جہاں تمام دنیوی امید اور حرص وہوس خاک میں مل جاتی ہے جس کے دامن سے چمٹ کر لوگ برباد ہورہے ہیں۔ اگر ساری کائنات بھی انہیں دے دی جائے تو وہ آخرت کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فما متاع الحیواۃ الدنیا فی الاخرۃ الاقلیل (توبہ ۳۸)

دنیاوی سامان زیست تو آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

موضع سوط احدکم فی الجنۃ خیر من الدنیا و مافیھا (رواہ مسلم)

جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے،

لغلوۃ او رو فی سبیل اللّٰہ خیر من الدنیا و مافیھا (رواہ البخاری)

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

رکعتان فی جوف اللیل خیر من الدنیا و مافیھا

نصب شب دو رکعت نماز دنیا ومافیہا سے بہتر ہے (رواہ البخاری)

اندازہ فرمائیے کہ اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت کی چھوٹی سی جگہ پوری دنیا سے بہتر ہے، اور اللہ کی راہ میں چند گھنٹے صبح یا شام نکلنا دنیا کی تمام نعمتوں سے برتر ہے۔ دو رکعت نماز سارے جہاں کی نعمتوں سے افضل ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس قدر کمتر حیثیت کی اس فانی زندگی کے لئے لوگ کس طرح گتھم گتھا ہیں اور تباہی و بربادی میں مشغول ہیں، کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے معمولی نفع کی خاطر اپنی جان قربان کر چکے۔ یہ دنیا اپنے چاہنے والوں کے لئے ہمیشہ بن سنور کر سامنے آتی ہے۔ مگر اس نے اپنے ہر دولہا کو موت سے ہم کنار کیا۔ کوئی بھی اسے حاصل نہ کر سکا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، سیدنا معاذ رو رہے تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک سے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

سیدنا عمر نے پوچھا۔ اے ابو عبدالرحمٰن کیوں روتے ہو؟ کیا تمہارا فلاں بھائی انتقال کر گیا ہے؟

سید ناماعاذ نے جواب دیا نہیں، بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ وہ لوگ ناپید ہوتے جا رہے ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت فرماتے ہیں جو خاموشی سے خدمت دین کرتے ہیں۔ متقی ہیں پرہیزگار ہیں وہ غائب ہوتے ہیں تو کوئی ان کے بارے میں پوچھتا نہیں اور حاضر ہوتے ہیں تو کوئی انہیں پہچانتا نہیں۔ دراصل یہی گمنام لوگ راہ ہدایت کے روشن چراغ ہیں۔ (بخاری شریف)

یہی راہ حق کے وہ مسافر ہیں جو اخبارات، ریڈیو، ٹی وی، اور ذرائع ابلاغ کی شہرتوں سے ہٹ کر راہ حق کی تلاش کرتے ہیں اور لوگوں کو اس راہ پر چلانے کی سعی کرتے ہیں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اس دین کا آغاز ہوا تو اجنبی تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہو گا، پس جنت ہے اجنبیوں کے لئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "غریب کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النزاع عن القبائل الذین نیزعون من اھلھم وذریھم

وہ لوگ "غریب" ہیں جنہوں نے برادری کو چھوڑ دیا، گھر بار اور وطن کو خیرباد کہہ دیا۔ وہ راہ حق کے مسافر ہیں۔ لوگ اپنی خواہشات میں مست اور یہ راہ خدا میں مست، لوگوں کی راہ اور، ان کی راہ اور۔ یہ "غریب" جیتے ہیں تو دین کے لئے۔ مرتے ہیں تو دین کے لئے۔ ان کی سوچ، ان کا دل و دماغ دین کی سربلندی کے لئے وقف ہے۔ وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اس قدر مدہوش ہیں کہ لوگ ان کو "پاگل" اور "دیوانہ" کہتے ہیں۔ اس دین کا علم بلند کرنے جو بھی اٹھا اسے لوگوں نے طعن و تشنیع کے "تحفے" دیئے۔

یہ مسافر ساری زندگی تنہا ہی رہتے ہیں
ہجوم دوستاں کے درمیاں بھی

میں ساری عمر تنہا ہی رہا ہوں کا راگ الاپتے ہیں

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کی خاطر برادری کے بت توڑ ڈالے۔ انہوں نے اپنی قوم، قبیلے کے افکار کو مسترد کر دیا۔ انہوں نے ان کی اندھیروں میں ڈوبی ہوئی رسومات ترک کر دیں، انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ انہیں کیا کہتے ہیں، کن القاب سے نوازتے ہیں، کس طرح طعنہ زنی کرتے ہیں، انہیں بنیاد پرست کا طعنہ دیا جاتا ہے، فضول اور بے وقوف کہا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ تو پاگل ہیں، نہ گھر بار کی فکر، نہ اہل و عیال کا غم، ان کی عقل ٹھکانے نہیں۔

آہ .... یہ راہ حق کے مسافر، نصرت دین متین کی فکر میں شب و روز غلطاں و پیچاں ہیں، ان کو ایک ہی غم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین دنیا میں کسی طرح غالب ہو۔ لا الٰہ کا پرچم کسی طرح سربلند ہو، ان مسافروں کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ لوگ ان کو کیا کہتے ہیں۔ سڑکوں پر رینگنے والے انسان نما جانور ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں، پیٹ کے پجاری دنیا داروں سے ان کو کوئی سروکار نہیں جو ہر گدھے کی آواز پر کان دھر لیتے ہیں۔

لوگو!... یہ دنیا تو ایک مردار ہے جس کے گرد کتے اور گدھ منڈلاتے ہیں، اس سے بچو گے تو محفوظ ہو گے۔ اس پر جھپٹو گے تو کتوں سے واسطہ پڑے گا۔

ذلت و رسوائی کے ہولناک مناظر:

مجھے ایک دوست نے بتایا کہ میرا ایک ساتھی مجھے ملنے میرے گھر آیا۔ وہ مجھ سے آخری ملاقات کرنا چاہتا

تھا، اس نے مجھ سے کہا..... آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا پشاور- اس نے یہ الفاظ سنے تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور کہنے لگا- لاحول ولاقوۃ الا باللہ وہ حیران ہو گیا، اللہ اللہ مسلمان جہاد کا نام سن کر حیران ہو گیا- اسے تعجب ہوا کہ میں مجاہدین کے پاس کیوں جا رہا ہوں- کہنے لگا تمہاری کھوپڑی کام نہیں کر رہی، کدھر جا رہے ہو، موت کے منہ میں؟ ہاں ہاں وہ عقل مند تھا، جرأت مند تھا، دانا تھا، کیوں کہ اس کے دل میں حفاظت دین کی کوئی چنگاری نہ تھی- اس کا خون سفید ہو چکا تھا، وہ شریعت اسلامیہ کے لئے اپنے قلب و جگر میں کوئی گوشہ وقف نہ کر سکا، افسوس، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ان فلسفیانہ موشگافیوں کے ذریعہ پھیلے گا، جو ہمارے بعض علماء، خطباء، فلاسفر گاؤ تکئے کے ساتھ ٹیک لگا کر بھگارتے ہیں یا مساجد کے منبروں پا دھواں دھار تقریریں کر کے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے لیتے ہیں-

یہ سرمایہ دار ٹولہ جسے صرف اپنے پیٹ کی فکر ہے- جنہوں نے اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو اپنی ذاتی خواہش کی بھینٹ چڑھا دیا- سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ اس وقت تک انجام دیتے رہو جب تک تمہاری جان میں جان ہے، جب دیکھو لوگوں میں بخل، ہوائے نفس، خود پسندی اور تکبر آ گیا ہے تو اپنی جان بچاؤ، اپنا ایمان بچاؤ- یہ وہ دور ہو گا جب دین پر چلنا اتنا مشکل ہو گا جیسے جلتے ہوئے انگارے منہ میں ڈالنا-

یہ دولت کے پجاری اسلام کو دنیا کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہے-

وذرالذین التخذوا دینھم لعباولھوا (انعام .٧)

چھوڑ دو ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کے دین کو بازیچہ اطفال بنا دیا ہے- انہوں نے اپنی آخرت دنیا کے بدلے فروخت کر دی-

ان کی عقلیں قبرستان ہیں، دماغ منجمد، کیا انہوں نے سورۃ توبہ نہیں پڑھی- یہ قرآن کا سامنا کیسے کرتے ہیں- قرآن کریم میں ارشاد ہے

لا یستذنک الذین یومنون باللہ والیوم الاخران یجاھدو باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین انما یستذنک الذین لا یومنون. (توبہ . ۴۴، ۴۵)

اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے مال و نفس سے جہاد کرنے کے لئے اجازتیں نہیں طلب کیا کرتے- اللہ تعالی پرہیزگاروں کو جانتا ہے، یہ اجازتیں اور بہانہ بازیاں تو وہ کرتے ہیں جن میں ایمان کی حرارت نہیں- کیا ان لوگوں کو قرآن کریم کی یہ آیت یاد نہیں-

قل ان کان ابائو کم وابناؤ کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترا تفموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبلیہ فتربصوا!

کہہ دیجئے اگر تمہیں اپنے آباؤ اجداد، اولاد، بھائی بند، قبیلہ، بیگمات اور جمع شدہ پونجی اور تجارت جس میں گھاٹے کا خدشہ رہتا ہے اور رہائشی عمارات اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو حتی کہ اللہ تمہارا حتمی فیصلہ فرما دے- ملاحظہ فرمائیے عرش بریں سے یہ خوفناک دھمکی کس طرح نازل کی گئی کہ اس کے

بعد تو ذلت و خواری کے سوا کوئی راستہ باقی نہیں۔ سورۃ توبہ میں ارشاد ہے

الا تنفروا يعذبكم عذابا اليما ويستبدل قوما غيركم ولا تضروه شيئا والله على كل شئى قدير.

اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہارے بجائے کسی اور قوم کو لے آئے گا، تم خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دوستو.... لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا دین جسمانی تربیت و ریاضت سے پھیلے گا، شہوت پرستی کے مقتل اخلاق مراکز سے پھیلے گا۔ اخباری بیانات سے پھیلے گا، لنچ اور ڈنر میں کیلے اور سیب کھانے سے اسلام پھیلے گا؟ نہیں نہیں۔ یاد رکھو دین کے لئے سروں کی فصل کٹے گی، اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے تب دین کا جھنڈا لہرائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لعن عبدالدرھم"۔ پیسے کے پجاری برباد ہوں، ذلیل و خوار ہوں۔ دنیا دار ہر شئے کو الٹی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ وہ زمین کو آسمان، آسمان کو زمین سمجھتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ لوگوں کے نقطۂ ہائے نظر کو درست کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت ہے اس شخص کے لئے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے۔ مجاہدین کی صفوں میں رواں دواں ہے یا وہ ملکی سرحدوں کی چوکیداری کر رہا ہے۔

بقیہ از ص ۳۵

۹۔ عبدالرحیم، عاجز، خواجہ، "عبرت نامہ" کوچہ رنگریزاں امرتسر س ن ص ۹

۱۰۔ جانباز مرزا، تبصرہ ماہنامہ، ص ۷

۱۱۔ شہباز ملک، ڈاکٹر، کھوج چھ ماہی جلد نمبر ۷، شمارہ ۱ ص ۸۸-۷۶۔

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ جانباز مرزا، تبصرہ ماہنامہ) ص ۱۸

۱۴۔ ایضاً ص ۱۹

۱۵۔ ایضاً ص ۲۰

۱۶۔ ایضاً ص ۲۰

۱۷۔ عبدالرحیم عاجز، خواجہ، "شان پیسہ"، کوچہ رنگریزاں امرتسر، س ن، ص ۶

۱۸۔ ایضاً، "نام کا مسلمان"، کوچہ رنگریزاں امرتسر، س ن، ص ۲

۱۹۔ ایضاً، خادم دین، کوچہ رنگریزاں امرتسر س ن، ص ۳

۲۰۔ عبدالرشید ارشد، مضمون (نقیبِ ختم نبوت ماہنامہ) امیر شریعت نمبر جلد ۶، شمارہ ۴ بخاری اکیڈمی، ملتان، اپریل ۱۹۹۵ء ص ۱۲۲۔

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ جانباز مرزا (تبصرہ، ماہنامہ) ص ۷

محمد عمر فاروق

شیر کا بچہ

اردن کے شاہ حسین بھی زندگی کی بازی ہار گئے۔ کئی مہینوں سے ان کی شدید علالت کی تشویشناک خبریں مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلسل موصول ہو رہی تھیں۔ مرحوم شاہ حسین امریکہ میں بھی زیر علاج رہے۔ کینسر آخری درجے میں پہنچ جانے کی سبب شاہ حسین نے اپنے جواں سال بیٹے عبداللہ کو اپنے بھائی اور نامزد ولی عہد شہزادہ حسن کی جگہ اپنا جانشین اور ہاشمی سلطنت کا ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔

شہزادہ حسن کو ولی عہدی سے ہٹانے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ البتہ شہزادہ حسن نے شاہ حسین کے فیصلہ پر سر جھکا کر پرانی تنخواہ پر ہی کام کرنے کی ہامی بھر لی۔ شہزادہ عبداللہ کو ولی عہد بننے پر دنیا بھر سے پیغامِ تہنیت موصول ہوئے۔ امریکی وزیر خارجہ میڈلین البرائیٹ نے مشرق وسطیٰ کے دورے کے دوران یہ رسمی اعلان سنا تو وہ اپنے مصر اور سعودی عرب کے دورے کو مختصر کر کے فوراً اردن پہنچیں۔ شہزادہ عبداللہ سے ملاقات کی اور انہیں نئے منصب پر مبارکباد دی۔ میڈلین البرائٹ نے اخبار نویسوں سے ملاقات کے دوران یہ معنی خیز جملہ بھی کہا کہ ''عبداللہ شیر کا بچہ ہے''۔

ماضی میں ہمارے ہاں بہت سی شخصیات کو عوام کی طرف سے ازراہ محبت و عقیدت شیر کے لقب سے نوازا گیا۔ جیسا کہ مولوی فضل الحق کو ''شیر بنگال''، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو ''شیر پنجاب'' اور مولانا غلام غوث ہزاروی کو ''شیر سرحد'' کہا گیا۔ یہ لقب ان قد آور شخصیات کی دلاوری اور شجاعت کا آئینہ دار بھی تھا۔

معلوم نہیں کہ شاہ جی اور مولوی فضل الحق سے کسی نے ان کے لقب سے متعلق سوال کیا تھا یا نہیں۔ البتہ مولانا غلام غوث ہزاروی مرحوم سے ایک ''نیم مذہبی و نیم سیاسی جماعت'' کے ایک رہنما نے شرارتاً یہ پوچھنے کی جسارت کی تھی کہ ''مولانا کیا یہ صحیح ہے کہ آپ شیرِ سرحد ہیں؟'' جس پر بذلہ سنج مولانا غلام غوث نے کہا کہ ''بھائی جب لوگوں نے کہا ہے تو ٹھیک ہی کہا ہو گا۔'' ان صاحب نے مزید تنگ کرنے کے لیے کہا کہ ''مولانا شیر کی تو دُم ہوتی ہے۔ لیکن آپ کے پیچھے دم نہیں ہے''۔ اس پر مولانا نے بڑا مزیدار جواب دیا کہ ''جی ہاں جنگل کے شیر کی دم واقعی پیچھے ہوتی ہے۔ میں شہر کا شیر ہوں۔ اس لیے میری دم پیچھے نہیں ہے۔'' مولانا کے جواب سے وہ صاحب اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

کئی لوگوں کے نام ہی جنگل کے اس بادشاہ کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ جیسے شیر شاہ سوری، شیر سنگھ، شیر خان اور شیر بہادر وغیرہ۔ عربی زبان میں شیر کے مختلف نام ہیں۔ حملہ آور شیر کو غضنفر اور حملہ کے لیے تیاری کرنے والے شیر کو لیث کہا جاتا ہے۔ حیدر اور اسد بھی شیر کے ہی نام ہیں۔

میڈلین البرائٹ نے عبداللہ کو شیر کی بجائے شیر کا بچہ کہا ہے۔ اس طرح ان کے والد شاہ حسین کو ببر شیر کہا جا سکتا ہے۔ شاہ عبداللہ خوش نصیب ہیں کہ انہیں یہ اعزاز امریکہ کی طرف سے بخشا گیا ہے۔ چونکہ بھلے وقتوں میں خود شاہ حسین امریکی خفیہ سروس سی آئی اے کے ذریعے امریکن کافر حسیناؤں کے شباب سے خراج وصول کرتے رہے۔ اس لیے امریکیوں سے بڑھ کر ان کے ''شیرِ نر'' ہونے کی تصدیق اور کون کر سکتا تھا۔ رہے اردن کے موجودہ

شاہ عبداللہ، جنہوں نے برطانوی خاتون ٹونی گارڈیز کے بطن سے جنم لیا اور برٹش آرمی میں تعلیم و تربیت پائی۔ ان کے جوہر تو اسی وقت کھلیں گے جب وہ باقاعدہ عالمی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ بہر حال شواہد کو دیکھتے ہوئے یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ ان کے میدان میں اترتے ہی "رن" کانپ اٹھیں گے۔ ویسے بھی شیر کھائے نہ کھائے اس کا منہ لال ہی ہوتا ہے اور شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ ...... پتا پہ پُوت، ماتا پہ گھوڑا۔ سب نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔

ایک بات ابھی تک ذھن میں کھٹکتی ہے کہ امریکہ جس کی ان دنوں سعودی عرب کے ساتھ گاڑھی چھنتی ہے۔ اس نے سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ کو کبھی شیر یا شیر کا بچہ نہیں کہا۔ آخر کیوں؟ شاید اس لیے کہ سعودی شہزادہ ابھی تک چچا سام کی چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آیا امریکہ ڈرتا ہے کہ وہ کہیں سچ مچ کا شیر بن کر امریکی افواج کو یک بینی و دو گوش جزیرۃ العرب سے ہی نہ نکال دے۔ فارسی محاورہ ہے کہ قالین پر بنا ہوا شیر اور ہے اور شیر نیستاں اور ہوتا ہے۔ یہی فرق سعودی اور اردنی شیر بچوں میں روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے۔

شیر کی صفت ہے کہ وہ اپنا شکار خود مار کر کھاتا ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ مرحوم شاہ حسین کی طرح ہاتھوں میں ہاتھ نہیں بلکہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پنجہ آزما ہو جاتا ہے۔ اسرائیل کے ساتھ اردن اور ترکی کی فوجوں نے مل کر بارہا جنگی مشقیں کیں اور اب بھی یہ دونوں ملک امریکی مفادات کے محافظ اور ان کے گماشتے کا رول ادا کرتے ہوئے سامراج کے ہاتھوں میں بے جان کٹھ پتلیوں کی طرح متحرک ہیں۔ اردو میں ایسے شیروں کو "شیر برف" یعنی برف کا شیر کہا جاتا ہے۔ جنہیں بچے برف سے بناتے ہیں اور وہ جب چاہیں انہیں کرچی کرچی کر دیتے ہیں۔

شاہ عبداللہ کی موجودہ عہدے پر تقرری امریکی اشارے پر ہی ہوئی ہے اور جس کے اشارۂ ابرو پر انہیں شطرنج کے مہرے کی طرح آگے لایا گیا ہے۔ اس "دشمن ایماں" کے حکم سے سرتابی کی جرأت وہ کب کر سکتے ہیں۔ اور شیر کی کھال پہنے ہوئے گیدڑ سے ایسی توقع کوئی خر مغز ہی کر سکتا ہے۔

بلی کو شیر کی خالہ کہا گیا۔ جس نے تمام داؤ پیچ اپنے بھانجے یعنی شیر کو سکھا دیئے۔ لیکن درخت پر چڑھنا نہ سکھایا۔ اب کوئی کیا کہہ سکتا ہے کہ میڈلین البرائٹ نے نئے شاہ کو کتنے گر بتائے ہیں۔

اسامہ کا لفظ مطلقاً شیر کی جنس کے لیے عربی میں استعمال ہوتا ہے۔ افغانستان کی سرزمین پر اسامہ بن لادن شیر وغا ہے اور امریکہ کے لیے اسے قابو کرنا شیر کی کچھار پر ہاتھ ڈالنا ہے۔ اسامہ نے اسلام کی سربلندی کے لیے وہ راستہ منتخب کیا ہے جہاں قدم قدم پر دشمنوں کی گھاتیں ہیں۔ لیکن وہ تو اسامہ یعنی شیر بیشہ مجاہد ہے اور شیر تیرتے وقت ہمیشہ سمندر کے بہاؤ کے الٹ ہی تیرتا ہے ورنہ تو سیدھے بہاؤ کے ساتھ مردہ لاش بھی تیرتی چلی جاتی ہے۔

رہی بات شاہ عبداللہ کی! تو وہ ابھی میڈلین البرائٹ کے مطابق شیر نہیں شیر کا بچہ ہیں اور یوں ان کا بچپن سے بلوغت تک کا سفر باقی ہے۔ انہیں بلوغت کے امریکی ٹیسٹ کے بعد ہی باقاعدہ شیر تسلیم کیا جائے گا۔ ان کے والد شاہ حسین نے تو شیریّت کا ثبوت یہودیوں کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہو کر دیا تھا۔ اب شاہ عبداللہ اپنے والد کی ریت کس طرح نبھائیں گے اور ان کے انداز و اطوار کیا ہوں گے۔ یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ اس لیے بھی کہ شیر زور ور جانور ہے۔ اس کی مرضی ہے کہ وہ انڈے دے یا بچے۔ ہم تو ان کے اچھے مستقبل کیلئے ہی دعا گو ہیں۔ کیونکہ جس کا کام، اسی کو ساجے، اور کرے تو ٹھینگا باجے۔

ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری

تحریک آزادی کا گمنام شاعر خواجہ عبدالرحیم عاجز

خواجہ عبدالرحیم عاجز امرتسری (۱۸۹۷ء تا ۱۹۵۳ء) شمع آزادی کے بے لوث پروانے، جاں نثار اور بہترین اردو، پنجابی شاعر تھے۔ ان کی عوامی شاعری کو آزادی کی تحریکوں میں نمایاں حصہ لینے والے رہنماؤں نے پسند فرمایا اور کئی عظیم دانش وروں نے مختلف جلسوں میں انہیں دل کھول کر داد دی۔

لبی آزادی پسندی، انقلابی نظریات اور انگریز دشمنی کی بنا پر انہیں بارہا جیل جانا پڑا۔ قید و بند کی صعوبتوں نے خواجہ صاحب کی شخصیت میں مزید نکھار پیدا کیا۔ چنانچہ یہ شاعر تحریک آزادی کا ایک زرّیں باب رقم کر گیا۔

عاجز کے والد خواجہ عبدالرحمان امرتسر میں پشمینے کا کاروبار کرتے تھے۔ وہ کشمیر سے آکر امرتسر میں آباد ہوئے تھے۔ امرتسر کے محلہ کٹڑہ مہاں سنگھ میں عبدالرحیم ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے (۱) جب بلوغت کی عمر کو پہنچے تو ۱۹۱۷ء میں انہوں نے والد کا کاروبار سنبھالا۔ ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ کے سانحہ کے بعد خواجہ عبدالرحیم نے مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی ایک تقریر سے متاثر ہو کر سیاسی میدان میں قدم رکھا۔ (۲) وہ ابتدائی دنوں میں جلسوں میں مولانا ظفر علی خان اور محمد اسماعیل مشتاق کی نظمیں پڑھا کرتے تھے۔ بعد میں بابو کرم امرتسری سے پنجابی شاعری میں اصلاح لینا شروع کی۔ (۳)

خواجہ عبدالرحیم عاجز..... آزادی کے مجاہد نکھاری تھے۔ انہوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مجلس احرار کے دوسرے رہنماؤں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی سیاسی، اقتصادی، سماجی اور مذہبی آزادی کے لیے جدوجہد کی۔

"چالیس برس پہلے عاجز اپنی جوانی میں ہی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی آواز پر دیوانہ وار گھر بار چھوڑ کر سیاست کی وادیٔ پرخار میں کود پڑے تھے اور اس کے بعد جو قدم اٹھ گیا وہ کبھی واپس نہ ہوا اور پچیس برس تک وہ سیاست کے سرد و گرم کے تھپیڑے کھاتے رہے لیکن میدان عشق سے ہٹنے کا خیال بھی دل میں نہ آیا۔" (۴)

خواجہ عبدالرحیم عاجز نے ایک مخلص کارکن اور عوامی انقلابی شاعر کی حیثیت سے اپنی مجاہدانہ صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا۔ اس کے لیے انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ برطانوی سامراج اور رولٹ ایکٹ کے خلاف تحریک میں ۱۹۲۱ء کے قریب انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ انہیں دو برس جیل میں گزارنا پڑے۔ چنانچہ انہوں نے اردو اور خاص طور پر پنجابی شاعری کے ذریعے لوگوں میں غلامی کا طوق اتار پھینکنے کا جذبہ بیدار کیا۔ عاجز نے جیلوں میں ہونے والے ظلم اور لوگوں پر پولیس اور انگریزوں کے ظلم و تشدد کے خلاف بھرپور احتجاج کیا اور مسلمانوں کو درس آزادی دیا۔ انہوں نے سیاسی جلسوں میں اپنے لحن اور شعلہ بیانی کے ذریعے انگریز راج کے خلاف ایک فضا قائم کرنے میں مدد دی۔ وہ عوامی زبان میں عوام کے مسائل بیان کرتے اور ان میں آزادی کا جذبہ اور ولولہ بیدار کرتے، انہیں خواب غفلت سے جگانے کے لیے عاجز نے رجزیہ انداز اختیار کیا۔ اپنے ترنم اور عوامی آواز کی ترجمانی کرتے ہوئے لوگوں میں انگریز دشمنی، مسلمانوں کے اندر عیش و عشرت کی زندگی ترک کرنے، بُری رسموں

کو چھوڑنے اور دوسری سماجی برائیوں کے خاتمے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہیں سیاسی و سماجی مسائل کا شعور تھا۔ تحریک خلافت، مسئلہ کشمیر اور قادیانی فتنے کے سلسلے میں ان کی نظمیں ایک "تاریخی حوالہ" مانی جاتی ہیں۔

"وہ سچے محب وطن اور پیارے رفیق کار تھے بدیشی حکومت کو ملک سے بے دخل کرنے میں ان کا نمایاں حصہ ہے۔ جو شاہراہ آزادی پر ہمیشہ زرنگار اور جواہر نگار رہے گا۔ آپ پنجابی کے پر سوز شاعر تھے۔ آپ کی شاعری دلاویز تھی۔ سوزو گداز کے علاوہ اس میں رنگینی اور لوچ تھا۔ وہ چند لمحات میں عوام کو مسخر کر لیتے تھے اور ان کے اندر قربانی کی بے پناہ روح پھونک دیتے تھے۔۔۔" (۵)

خواجہ عبدالرحیم عاجز کی نظموں میں جو آزادی پسندی نظر آتی ہے اس پر اسلامی رنگ غالب ہے۔ اپنی ایک اردو نظم میں فرماتے ہیں۔ (٦)

ہم جیل کو اے عاجز گھر اپنا بنا لیں گے
جب تک نہ خلافت کو غیروں سے چھڑا لیں گے
کفار کا قبضہ ہو اللہ کے گھر پر کیوں
ہم جان لڑا دیں گے پر اس کو چھڑا لیں گے

سائمن کمشن کے حوالے سے عاجز کا ردعمل ان کی سیاسی بصیرت کی عکاسی کرتا ہے۔ (۷)

شطرنج کی بازی ہے یہ سائمن کا سفر بھی
ہے چال بگڑنے کا انہیں بات کا ڈر بھی

خواجہ عبدالرحیم عاجز آزادی کے سلسلے میں مسلمانوں کو دعوت عمل دیتے ہیں۔ (۸)

اٹھ مسلماناں توں کر آزاد ہندوستان نوں
ایس غلامی توں چھڑا ملے حضرت انسان نوں

یہ موضوع ان کی نظموں میں تواتر سے آیا ہے اور ان کی شہرہ آفاق نظم "نت دی غلامی کولوں جیل چنگی پیارا ریا" ہے یہ وہ نظم ہے جس پر خواجہ عبدالرحیم کو ایک سال کی سزا ہوئی۔ اس نظم میں وہ صبح سویرے کوتوالی میں جا کر حاضری دینے والے سپاہی کو احساس دلاتے ہیں کہ تم غیروں کے آگے جھکتے ہو اور تمہیں خدا یاد نہیں۔ بہتر ہے کہ سدا کی غلامی کا طوق اتار پھینکو چاہے اس کے لیے تمہیں جیل ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

اٹھ فجرے توں وردی پاویں
پا وردی کوتوالی جاویں
غیراں اگے سیس نواویں
مولیٰ کیوں وساریا
نت دی غلامی توں جیل چنگی پیاریا (۹)

خواجہ عبدالرحیم عاجز کی شاعری میں ایک پیغام ایک جذبہ اور دعوت عمل ہے۔ وہ خاص طور پر نوجوان نسل کو آزادیٔ وطن کی جدوجہد میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔

آجاؤ ملک دی خدمت کرن نوں یارو نس نس کے
ڈبدی ملک دی کڈھ لو کشتی کھراں کس کس کے

ان کی شاعری میں وطن پرستی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ۱۹۳۰ء میں ہوشیار پور کے ایک مشاعرے میں انہوں نے۔ اپنی نظم "پیارا وطن" پڑھ کر لوگوں کے دل موہ لیے:

کمخواب تے بدل دے عملاں نوں
وار سٹاں میں سُوتر دی نلی اتوں
میں تاں ستاں ولائتاں نوں کراں صدقے
اپنے وطن دی نکی جئی گلی اتوں

میرا وطن کیہ سونے دی کان اے تاں
اس نوں لٹیا کنیاں بپار کر کے
آیا ایہدی فیاضی وچ فرق ناہیں
لے گئے جھولیاں کئی مکار بھر کے

سارا یورپ نہ لواں بتادلے وچ
اس دے چلھے دی لکڑی بلی اتوں

۱۹۳۰ء میں ڈوگرہ راج کے خلاف تحریک میں پنجاب کے مسلمانوں نے کشمیری مسلمانوں سے ملی رشتہ استوار کرتے ہوئے کشمیری مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم پر بھرپور انداز میں احتجاج کیا۔ خواجہ عبدالرحیم عاجز نے اپنی شعری صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے کشمیر کے مظلوم عوام سے یک جہتی کا اظہار کیا۔

اپنی کتاب "کشمیریاں دی چٹھی خدا دے نام" میں (جس میں) دو نظمیں شامل ہیں۔ ایک کشمیر کے حوالے سے اور دوسری مسلمانوں کی حالت زار اور مجموعی طور پر انہیں بری رسمیں چھوڑ دینے اور اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی دعوت حق دی گئی ہے۔

خواجہ صاحب کی کشمیر کے حوالے سے لکھی گئی نظم موجودہ حالات پر بھی صادق ہے۔ (۱۲)

چٹھی نام خدا دے لے جا شاہ سوارا
آکھیں کشمیر اندر چلیا خونی فوارہ

ریاست کشمیر میں مسلمان اکثریت کا حق خود ارادیت کا نعرہ کشمیر تحریک بن گیا جس میں ہزاروں فرزندان توحید شامل تھے۔ خواجہ صاحب ۱۹۳۱ء میں جیل سے رہا ہو کر آئے تو پنجاب کے مسلمان کشمیری بھائیوں کے ہم آواز تھے۔

اٹھ مسلمان کشمیر نوں جائیے

دکھیا بھیا دا درد ونڈائیے (۱۳)

خواجہ صاحب کی شاعری میں کشمیر کے ساتھ ساتھ فلسطین کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کا بھی ذکر ملتا ہے۔ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی آزادی کے خواہاں نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اس وقت کے حالات اور سیاسی سوچ کو بھی اپنی نظموں کا موضوع بنایا۔ سیاسی شاعری کی جو روایت مولانا ظفر علی خان نے اردو میں اور استاد ہمدم اور استاد بابو کرم نے پنجابی میں شروع کی تھی، خواجہ عبدالرحیم عاجز نے اس روایت کو چار چاند لگائے۔ جدید عہد میں استاد دامن نے پنجابی میں حبیب جالب نے اردو میں اس روایت کو آگے بڑھایا بعض نقاد اسے لمحاتی شاعری کہتے ہیں۔ جو جلسے گرمانے اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ لیکن شاعری کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے والوں کے نزدیک ایسی تنقید بے اثر ہوتی ہے۔ ان ہنگامی نظموں کی اصل طاقت اس وقت دیکھنے والی ہوتی ہے جب ناموافق حالات میں یہ ہزاروں کے اجتماع میں پڑھی جاتی ہیں اور عوامی لہر کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔

خواجہ عبدالرحیم عاجز کی کئی نظمیں اسی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔

مثلاً عاجز صاحب کی پہلی نظم جو تحریک خلافت میں خاصی مشہور ہوئی۔

مایو، بیبیو، بہنو

ہٹ جاؤ مال ولائتی لینو

یا پھر جلیانوالہ باغ میں پڑھی گئی نظم جس میں ہندو مسلم فسادات سے مکدر ہونے والی فضا کو نارمل کرنے کی تلقین تھی۔ یہ نظم امان بی نے ذاتی خرچ پر شائع کروا کے پورے پنجاب میں تقسیم کروائی۔ (۱۴)

اسی طرح وہ تاریخی نظم بھی حوالے کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے جو آریہ سماج کے تحت شائع ہونے والے ایک اخبار ''ملنگ'' میں ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی تھی۔

مولانا ظفر علی خان نے عاجز سے ان اشعار کا جواب پنجابی ہی میں لکھنے کی فرمائش کی۔ (۱۵)

ہندو قوم دے لال تے بیر بانکے اور نگ زیب نوں چنے چباون والے

اپنے دھرم ایمان دی رکھیا لئی سوہنی تیغ دا جوہر دکھان والے

سر توڑ کے ظالم مسلیاں دا سکہ اپنے رعب دا پاون والے

شدھی سنگٹھن دی لے تلوار ہتھ وچ ہستی ظلم دی ایتھوں مٹاون والے

عاجز نے مولانا ظفر علی خان کی صدارت میں دہلی دروازہ کے باہر جلسے میں اس کے جواب میں یہ نظم پیش کی۔ (۱۶)

تسی کتھوں جم پئے گھر ہندوواں دے اورنگ زیب نوں چنے چبھاون والے

کس دن ہوئے سو ذرا سمجھاؤ تے سی جوہر تیغ دے تسی دکھاون والے

تسی جو کجھ ہو تہانوں اسی جاننے ہاں لوکاں تائیں نیں راز سنان والے

خوشی نال اسلام دے خاداماں لئی دھیان تائیں وچ ڈولیاں پان والے

اج توں نہیں دنیا جد توں ہوئی پیدا دے مڈھ توں جتیاں کھان والے

یہ "جواب آں نظم" عاجز کی حاضر جوابی کا جہاں منہ بولتا ثبوت ہے۔ وہاں اس بات کی بھی غمازی کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں پر لگائے جانے والے الزامات کا منہ توڑ جواب دینا جانتے تھے۔

عاجز کی نظم "شان پیسہ" میں وہ مسلمانوں کے اندر پائی جانے والی بری عادات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ایک مثالی قوم کے طور پر دنیا میں اپنا مقام پیدا کر سکیں۔ اس نظم میں وہ ایک ناصح کے طور پر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ پیسے کے پجاری بننے کی بجائے پیسے کی اہمیت اور شان کو سمجھیں تاکہ زندگی میں کسی مقام پر انہیں پچھتانا نہ پڑے۔ خواجہ صاحب نے اپنے مختلف اشعار کے ذریعے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مفلسی کے طوق کو اتار پھینکیں اسی لیے کہ ایک طرف یہ زمانے کی نظر میں دانش مندی نہیں دوسری طرف مسلمانوں کی ترقی میں حائل یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دولت کے حصول کے ساتھ ساتھ ہر دم خوف خدا بھی ہونا چاہیے۔ اور اس دولت کو بیواؤں یتیموں اور مساکین پر خرچ کیا جانا چاہیے۔

دولت مند بن کے خدمت گار بنو

تسی غازی، مجاہد احرار بنو

نہ فرعون دے وانگ غدار بنو

اساں تہانوں ایہو سمجھاؤنا (۱۷)

کتاب "نام کا مسلمان" میں خواجہ عبدالرحیم عاجز نے "مسلمانوں کی حالت زار" کے اردو عنوان سے پنجابی نظم تحریر کی ہے اس نظم میں مولانا حالی کی "مسدس" کی بازگشت ملتی ہے اور مسلمانوں کو ایک مضبوط و مستحکم قوم کی حیثیت سے دیکھنے کا خواب، جابجا نظر آتا ہے۔

ساہنوں بھل گیا رب رسول

چھڈے دین دے تائیوں اصول

اجڑیاں مسجداں تکیے آباد

آپس وچ علماء افساد

کیوں نہ ہووے قوم برباد (۱۸)

خواجہ عبدالرحیم عاجز نے اپنی کتاب "خادم دین" میں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پھیلانے والوں کا خوب محاسبہ کیا ہے۔ قادیانی فتنے کے بارے میں ان کا موقف بڑا واضح تھا۔ ان کی سوچ یہ تھی کہ مسلمانوں میں اس فتنے کو کاشت کرنے والی برٹش سرکار تھی۔

خود کاشتہ ہے پودا ایہہ برٹش سرکار دا

ہے کتا بھی چنگا ساہنوں مدنی دربار دا (۱۹)

خواجہ صاحب کا بیشتر کلام بکھرا پڑا ہے اور ان کی اہم نظموں کا ذکر مختلف مضمون نگاروں اور تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔

حافظ عبدالرشید ارشد نے اپنے ایک مضمون میں عاجز کی دو نظموں کا حوالہ دیا ہے۔ آزادی کے حوالے سے لکھی گئی یہ نظم ۱۹۳۷ء میں ضلع جالندھر میں مشتم پور کے ایک جلسے میں پڑھی گئی جس کا پہلا شعر یوں تھا۔ (۲۰)

راتیں ستیاں پیاں مینوں اک خواب آ گیا

گئے بدیشی ایتھوں ایتھے انقلاب آ گیا

مضمون میں دوسری نظم جس کا حوالہ دیا گیا ہے اس کے دو شعر درج ہیں۔ (۲۱)

اوہ مسلماناں کدھر گئی اج مسلمانی تری

دین لئی ہوندی وقف سی کدی زندگانی تری

لے گئی سی روبڑ کے پربت کفر دے بے شمار

آئی سی جد عرب ولوں چڑھ کے طغیانی تری

آخری دنوں میں وہ معاشی طور پر انتہائی بدحالی کی زندگی گزارتے رہے۔ مگر اس غم کو زبان پر نہ لاتے اور دکھ کو اندر ہی اندر برداشت کرتے رہے آخر کار یکم مئی ۱۹۵۳ء کو خواجہ عبدالرحیم عاجز اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ (۲۲)

ماخذ

۱۔ مولانا بخش کشتہ، پنجابی شاعراں دا تذکرہ، ص ۴۰۷

۲۔ جانبازمرزا، تبصرہ، ماہنامہ، جلد نمبر ۱، شمارہ ۷، ۱۹۶۰ء ص ۱۹ (۳)۔ ایضاً

۴۔ عبداللہ ملک، مضمون (تبصرہ ماہنامہ) ص ۶ (۵)۔ مصطفیٰ قیصر مضمون (تبصرہ ماہنامہ) ص ۱۲

۶۔ جانبازمرزا، مضمون (تبصرہ ماہنامہ) ص ۱۵ (۷)۔ ایضاً ص ۱۶

۸۔ عبدالرحیم، عاجز، خواجہ، "نام کا مسلمان" کوچہ رنگریزاں امرتسر س ن ص ۴

دین محمد فریدی (بھکر)

اور قاضی نذیر کا پیشاب نکل گیا

یہ واقعہ ۱۹۶۵ء سے شروع ہوا اور ۶۷ء کے آخر میں اختتام پذیر ہوا۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے ہومیو پیتھی کو سرکاری سطح پر تسلیم کرانے کے لیے ہم دوستوں نے ڈسٹرکٹ ہومیوپیتھک ایسوسی ایشن ضلع میانوالی قائم کی بندہ اس کا سیکرٹری نشر و اشاعت مقرر ہوا۔ ہر ماہ اجلاس ہوتا تھا۔ کچھ اجلاسوں کے بعد مشن سے ہٹ کر فرقہ واریت کی گفتگو چل پڑی جسے ہم کنٹرول کرتے تھے۔ ہمارے اجلاس میں دو آدمی پر اسرار انداز سے آتے اور مجھ سے دور دور رہتے۔ اسی طرح ایک اجلاس میں علیک سلیک کے بعد میں ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ڈاکٹر عبدالکریم شاد نے حضرت مولانا محمد قاسم نانا تویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ میں نے صدر اجلاس کو مخاطب کیا کہ ہم یہاں فن ہومیوپیتھی کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں مگر کچھ عرصہ سے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہم اپنے مشن سے ہٹ کر کہیں اور جا رہے ہیں۔ ابھی ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے جس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ اس اجلاس کے سراسر منافی ہیں ایسی پھوٹ ہم میں صرف ایک طبقہ ڈالتا ہے اور وہ ہے قادیانی۔ کہیں ڈاکٹر صاحب کسی قادیانی کے زیر اثر تو نہیں آ گئے۔ ابھی صدر اجلاس بولے نہیں تھے کہ ان پر اسرار آدمیوں میں سے ایک بول اٹھا کہ دیکھوجی سوال ان سے کچھ ہوا اور یہ احمدیت کو طعنہ دے رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کون ہیں میرے قریب ڈاکٹر دیوان عبدالرشید صاحب بیٹھے تھے اس نے کہا کہ یہ قادیانی مربی ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا ہمارے اجلاس میں کیا کام ہے۔ کیا یہ ہومیوپیتھ ڈاکٹر ہے۔ اس نے کہا کہ میں ہومیوپیتھ ڈاکٹر تو نہیں مگر مجھے ہومیوپیتھی سے عقیدت ہے۔ ڈاکٹر نور خان میرے دوست ہیں اور میں انجمن کو ماہانہ چندہ دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ دس روپیہ ماہوار چندہ دے کر ہمارا ایمان خراب کر رہے ہو اور ہمارے اندر انتشار پیدا کر رہے ہو۔ اجلاس سے فوراً نکل جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں نکالنا جانتا ہوں۔ قادیانی اس ایسوسی ایشن میں دراصل مجھ سے خائف تھے۔ کیونکہ میرا قریبی تعلق مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا محمد علی جالندھری سے تھا۔ اجلاس میانوالی شہر میں ہوتے تھے۔ مجھے ہر نولی سے جانا پڑتا اور کام بھی ہوتے تھے۔ قادیانیوں نے میانوالی میں ایسوسی ایشن کے اہم داعی ڈاکٹر نور خان صاحب پر اثر ڈال لیا تھا ہر وقت اس کا گھیراؤ رکھتے تھے۔ کیونکہ قادیانی مرکز ڈاکٹر صاحب کی دکان کے قریب تھا۔ اجلاس ختم ہوا تو میں سیدھا حضرت مولانا محمد رمضان صاحب، موتی مسجد میانوالی کے ہاں جا پہنچا۔ اور تمام حالات بتائے۔ مولانا صاحب نے اپنا ایک شاگرد محمد امیر ڈاکٹر نور خان کی دکان پر چھوڑ دیا۔ ہمیں تمام حالات ملنے لگے۔ میں نے ڈاکٹر نور خان صاحب سے دو ٹوک بات کی ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ میں تو مرزا غلام احمد کو ظلی نبی تسلیم کر چکا ہوں۔ ربوہ کا بھی کئی دفعہ چکر لگا چکا ہوں۔ اور میرے ذہن کے مطابق یہ سچے ہیں۔ اب ان کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کوئی نقطہ بتاؤ۔ ڈاکٹر نور خان کا پہلے تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا۔ اللہ نے میرے دل میں ڈالی، میں نے کہا کہ انہوں نے مرزا کیلئے درود ایجاد کر رکھا ہے۔ ڈاکٹر نور خان کہنے لگا کہ نہیں درود تو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ میں نے کہا کہ پوچھ لو۔ یہ مرزا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں اور اس پر درود بھیجتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے ملا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد مرزائی مربی آیا

تو میں نے یہ سوال کر دیا کہ آیا مرزا غلام احمد پر بھی درود نازل ہوا ہے۔ مربی اچانک کرسی سے اتر کر ادب سے نیچے بیٹھا اور مرزا غلام احمد قادیانی پر درود پڑھنے لگا۔ ڈاکٹر نور خان کہنے لگا کہ مجھ پر ان کا فراڈ ظاہر ہو گیا ہے۔ فریدی صاحب اب ان کو میدان سے بھگاؤ۔ میں نے کہا کہ تم مضبوط رہو انشاء اللہ ان کو میدان میں عبرتناک شکست ہو گی۔ مولانا محمد رمضان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، تمام گفتگو بتائی مولانا صاحب نے فرمایا کہ مدرسہ درالھدیٰ بھکر کا سالانہ جلسہ قریب ہے۔ مولانا لال حسین اختر وہاں تشریف لا رہے ہیں۔ تم بھی وہاں آؤ وہاں کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ ہم نے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر سے تفصیلی گفتگو کی۔ مولانا نے ۲۶ مارچ ۱۹۶۶ء کی تاریخ میانوالی کیلئے مقرر کر دی اور میرے لئے حکم ہوا کہ تم وہاں پہنچ کر مرزائی مربی کو قابو کرو اور میری آمد خفیہ رکھو۔ تاریخ مقررہ پر میں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب کے ہمراہ میانوالی پہنچا۔ جیسے ہی بس سے اترا تو مرزائی مربی گھبرایا ہوا اڈے پر دکھائی دیا۔ میں قریب لگا تو پوچھا جناب کیا بات ہے؟ یہ ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں۔ مربی کہنے لگا کہ اعلان سنا ہے کہ لال حسین اختر آئے ہوئے ہیں۔ میں ہکا بکا ہو گیا کہ منصوبہ خفیہ تھا اعلان کر کے غلطی کی گئی۔ مرزائی نے مجھے پوچھا کہ آپ کیسے آئے۔ میں نے فوراً بات بنائی کہ میں بھی مولانا لال حسین اختر کا سن کر آیا تھا مگر پتہ چلا کہ وہ تو چکڑالہ چلے گئے۔ یہاں غلط اعلان ہوا۔ اتنا کہہ کر مولانا ابراہیم صاحب کا ہاتھ پکڑا اور واپسی کی بس میں سوار ہو گیا۔ ساتھ ہی مولانا کا ہاتھ دبایا کہ خاموش رہیں۔ اگلے چوک پر بس سے اترا اور سیدھا وہاں پہنچا جہاں مولانا لال حسین اختر کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اعلان بلاوجہ کیوں ہوا۔ مولانا نے کہا کہ ایک ساتھی سے غلطی ہو گئی۔ اچھا ہوا تم نے سنبھال لی۔ کچھ دیر کے بعد میں ڈاکٹر نور خان کے مطب میں گرو بازار آیا۔ اتنے میں مرزائی مربی بھی آ گیا۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ آپ تو واپس چلے گئے تھے پھر کیسے آ گئے۔ میں نے کہا کہ کچہری چوک میں ڈاکٹر صاحب نے دیکھ لیا یہ مجھے لے آئے۔ گفتگو چلی، میں نے مرزائی مربی سے کہا کہ بھئی تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے۔ میدان میں آ کر بات کرو۔ ڈاکٹر نور خان کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ مرزائی مربی کہنے لگا کہ بات کون کرے گا میں نے کہا کہ بندہ حاضر ہے۔ مولانا محمد رمضان موجود ہیں، بات کرو۔ مرزائی ہمارے قابو آ گیا ساتھ ہی مکان میں رہائش جناب چودھری یوسف صاحب مجسٹریٹ کی تھی۔ چودھری صاحب، اعجاز یوسف صاحب ایڈووکیٹ کوئٹہ والے کے والد ہیں۔ ہم نے ان سے بات کی کہ آپ اس گفتگو میں بحثیت صدر تشریف لائیں۔ ایک میاں صاحب تھے ڈی۔ ایف۔ سی ضلع میانوالی ان کے مکان پر بعد نماز عصر دونوں اطراف سے دس دس افراد گفتگو میں بیٹھ سکیں گے۔ میں یہ بات طے کر کے فوراً مسجد زرگراں قیام گاہ مولانا لال حسین اختر پہنچا تو مولانا صاحب نے بہت داد دی اور کہا کہ اب میں آگے خود سنبھال لوں گا۔ مگر ابھی میرا آنا ظاہر نہ ہو۔ بعد از نماز عصر، دونوں فریق اکٹھے ہوئے۔ میں نے ڈاکٹر نور خان کا ہاتھ پکڑا اور دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ مرزائی مربی نے کہا کہ پہلے تعارف ہو جائے۔ اس نے پہلے مرزائیوں کا تعارف کرایا۔ مسلمانوں کی جانب سے تعارف مولانا محمد رمضان صاحب نے کرایا۔ جب مولانا لال

حسین اختر کی طرف آیا تو مولانا نے از خود فرمایا کہ بندہ کو لال حسین اختر کہتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ مرزائی مربی کو جیسے شاک لگا، اٹھ کر کھڑا ہوا کہنے لگا کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ دور بھاگنے لگا میں دروازے میں ڈٹ کر کھڑا تھا۔ میں نے اس مربی کو پکڑا اور للکار کر کہا کہ بہت مدت ہوگئی مسلمانوں کا ایمان خراب کرتے ہوئے اب سامنے بیٹھو اور گفتگو کرو۔ اس مربی کی ایک ہی رٹ تھی میں مناظرہ نہیں کرتا، میں بحث نہیں کرتا، میرے ساتھ دین محمد نے دھوکا کیا۔ مولانا لال حسین فرمانے لگے کہ تمہارے ساتھ کون بحث کرتا ہے آرام سے بیٹھو وقت مقرر کرو اپنے بڑوں کو لے آؤ اور مناظرہ کراؤ مناظرہ کے اصول طے کرو۔ بڑی ردوکد کے بعد ۲۶ اپریل ۱۹۶۲ء مناظرے کا دن طے ہوا۔ صدق و کذب مرزا۔ اجرائے نبوت و ختم نبوت اور حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام کی شرائط پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔ چودھری محمد یوسف مجسٹریٹ نے آئندہ بھی صدارت قبول کر لی ہم نے چودھری صاحب کی صدارت اس وجہ سے رکھی تھی کہ اس وقت کئی اہم پوسٹوں پر میانوالی میں مرزائی لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے دباؤ دینا تھا بعد میں ایک ماہ تک یہی چکر چلا۔ ڈی۔ ایف۔ سی صاحب کا مکان مناظرہ کے لیے طے ہوا تھا انہوں نے دباؤ کے پیش نظر جگہ دینے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر نور خان صاحب نے اپنے مکان واقع گرو بازار میں جگہ دی۔ چودھری صاحب نے امن کی تمام تر ذمہ داری قبول کر لی۔ بہت سخت دباؤ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی ہراساں کیا گیا۔ دونوں طرف سے پچیس پچیس آدمی مناظرے میں طے ہوئے۔ وقت مقررہ پر مرزائیوں کا مناظر قاضی نذیر لائلپوری اپنے ساتھیوں سمیت پہنچ گیا۔ مناظرہ کا وقت تین گھنٹے دس منٹ تھا۔ پہلی تقریر مرزائی نے کرنی تھی۔ پچھلی تقریریں بیس بیس منٹ۔ بقایا دس دس منٹ تھی۔ قاضی نذیر پہلی تقریر میں صدق و کذب مرزا کی بجائے حیات وفات عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نکلا۔ جوابی تقریر میں مولانا لال حسین اختر نے بیس منٹ میں بیس جواب دے کر سوالات کی بوچھاڑ کر دی مناظرہ چلتا رہا۔ سامعین مناظرہ نے قاضی نذیر کی بوکھلاہٹ کو اچھی طرح محسوس کر لیا۔ دوران مناظرہ مولانا لال حسین اختر نے حضرت حسینؓ کی توہین کا ذکر کیا۔ قاضی نذیر قادیانی نے اپنے وقت میں مرزا کے شعر کا غلط ترجمہ کیا۔ مولانا نے فوراً گرفت کی۔ مطالبہ کیا کہ مرزا کا لکھا ہوا ترجمہ صاحب صدر خود کرے آخر کتاب صاحب صدر چودھری محمد یوسف مجسٹریٹ کے پاس آئی۔ صاحب صدر نے مرزا کا ترجمہ پڑھا تو بات مولانا لال حسین اختر کی صحیح ثابت ہوئی۔ خاص بات یہ کہ آخری تقریر قاضی نذیر قادیانی کی تھی۔ قاضی نذیر نے بات سمیٹنے کی بجائے اپنا رعب قائم کرنے کیلئے مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ مولانا لال حسین اختر نے فوراً قبول کر کے رعب دار آواز میں کہا کہ مجھے چیلنج قبول ہے۔ یہاں اس وقت تین گھنٹہ دس منٹ مناظرہ ہوگا۔ مولانا نے زور دار آواز سے جیسے ہی مناظرہ کا چیلنج قبول کیا۔ قاضی نذیر کا بوکھلاہٹ میں پیشاب خارج ہو گیا اور ناک کی گندگی بھی بہہ نکلی اور مناظرہ سے انکار کر دیا۔ صاحب صدر کے مطالبہ پر قاضی نذیر نے بھری مجلس میں مناظرے کا چیلنج واپس لیا الحمدللہ اس مناظرہ کا یہ اثر ہوا کہ ڈاکٹر نور خان اور اس کے تمام ساتھیوں کا ایمان محفوظ ہو گیا۔ مسلمان پوری طرح فتح یاب ہوئے۔

پاکستان کے قائم مقام قادیانی امیر تین ساتھیوں سمیت گرفتار

ایڈیشنل سیشن جج نے ضمانت کی توثیق سے انکار کر دیا

ملزموں نے ربوہ کا نام چناب نگر رکھنے کے بورڈ مٹائے اور قرآنی آیت کی توہین کی تھی۔

لندن (ریڈیو رپورٹ) چنیوٹ میں قادیانی فرقہ کے ناظم اعلیٰ مرزا مسرور احمد اور قریبی ساتھی سمیت تین دیگر افراد کو توہین مذہب کے خصوصی قانون کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ بی بی سی کے مطابق انہیں اس وقت حراست میں لیا گیا جب ایک ایڈیشنل سیشن جج نے ان کی ضمانت کی توسیع کا حکم جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ ان افراد کے خلاف پولیس نے جو رپورٹ درج کی ہے اس میں سال کے آغاز میں پنجاب اسمبلی کی ایک قرارداد کا ذکر ہے۔ جس میں قادیانی اکثریت کے حامل شہر ربوہ کا نام تبدیل کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ اس وقت قادیانی فرقے نے اسے شہر کی شناخت تبدیل کرنے کی کوشش قرار دیا تھا۔ بعد ازاں جب "چناب نگر" کے نئے نام کا کتبہ نصب کیا گیا تو پولیس رپورٹ کے مطابق اس پر قرآن پاک کی ایک آیت بھی تحریر کی گئی۔ شکایت کنندہ نے جو ایک رکن اسمبلی اور مذہبی عالم مولانا منظور احمد چنیوٹی کے صاحبزادے ہیں یہ الزام لگایا ہے کہ قادیانی جماعت کے کارکنوں نے مرزا مسرور احمد اور ان کے قریبی ساتھی ریٹائرڈ کرنل ایاز کے حکم پر بورڈ پر سیاہی مل کر آیت قرآنی کی تحقیر کی ہے، چاروں افراد کو اس وقت حراست میں لیا گیا جب تحصیل چنیوٹ کے ایڈیشنل سیشن جج راؤ سلطان طاہر نے دلائل سننے کے بعد ضمانت کی توسیع کرنے سے انکار کر دیا۔ جی این این کے مطابق مرزا مسرور احمد قادیانی جماعت کے پاکستان میں موجودہ امیر بتائے جاتے ہیں۔ یہ مرزا منصور احمد کے بیٹے اور مرزا طاہر احمد کے بھتیجے ہیں اس طرح مرزا غلام احمد کے پڑپوتے ہیں۔ کرنل ریٹائرڈ ایاز احمد جماعت کے تیسرے امام مرزا ناصر احمد کے برادر نسبتی بتائے جاتے ہیں ان کے خلاف مولانا منظور احمد چنیوٹی کے صاحبزادے نے پرچہ درج کرایا تھا۔ مرزا مسرور احمد اور دیگر ملزم ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ کی عدالت میں اپنی ضمانت کنفرم کروانے کے لئے پیش ہوئے تو ان کے ہمراہ ان کے وکیل خواجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ بھی تھے جن کا تعلق سیالکوٹ سے ہے جب کہ دوسری جانب سے مولانا محمد الیاس چنیوٹی کی وکالت (مجاہد ختم نبوت) ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے کی۔ دوران جرح ایک موقع پر قادیانی وکیل نے کہا کہ ۱۹۸۵ء کے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق قادیانی اپنے عقیدے کے اندر رہتے ہوئے آئینی حقوق کے حقدار ہیں جس پر ملک رب نواز نے موقف اختیار کیا کہ قادیانیوں کی یہ پٹیشن خارج ہو چکی ہے۔ ملک رب نواز نے اپنے دلائل میں کہا کہ قادیانی اس کا نام ربوہ ہی چاہتے ہیں کیونکہ یہ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود کہتے ہیں اس لئے یہ اسے اسی ٹیلہ سے منسوب رکھنا چاہتے ہیں جس کے خلاف یہ تحریک چلی اور یہ نام تبدیل ہوا۔ نیز تبدیلیٔ نام والے سائن بورڈ پر قرآنی آیات لکھی تھیں جن کی بے حرمتی کی گئی۔ (جنگ لاہور یکم مئی ۱۹۹۹ء)

چنیوٹ (نامہ نگار) جماعت احمدیہ کے قائم مقام سربراہ اور مقامی امیر مرزا مسرور احمد، صدر عمومی کرنل ریٹائرڈ ایاز احمد اور ان کے دو قادیانی ساتھیوں اکبر احمد اور ماسٹر محمد حسین کو ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ کی عدالت

میں درخواست ضمانت مسترد ہونے پر گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر الزام تھا کہ ربوہ کا نام چناب نگر رکھنے کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر چناب نگر کے نام کے بورڈ مختلف جگہوں سے مٹائے۔ جس پر ان کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵۔ بی مقدمہ درج ہوا تھا۔ چناب نگر کے نام کا افتتاح مولانا منظور احمد چنیوٹی ایم پی اے نے کیا تھا اور افتتاحی بورڈ پر بھی ملزموں میاں مسرور احمد اور کرنل (ر) ایاز احمد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سیاہی پھیر دی تھی۔ (دن، لاہور یکم مئی ۱۹۹۹ء)

"فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کے خاتمے کا حل"

سپاہ صحابہ، سپاہ محمد، تحریک جعفریہ اور لشکر جھنگوی کی قیادت چوہنگ سنٹر میں بند کر دی جائے اور اختلافات ختم ہونے تک چھوڑا نہ جائے۔ (علی شیر حیدری)

لاہور (پ ر) سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ علامہ علی شیر حیدری نے انسداد دہشت گردی ایکٹ میں ترمیم کے بارے میں کہا ہے کہ یہ غیر اختیاری حرکت ہے اور دہشت گردی کا حل نہیں ہے۔ انتظامی جج خصوصی عدالتوں کے ججوں سے مختلف نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کے خاتمے کا حل یہ ہے کہ سپاہ صحابہ، تحریک جعفریہ، لشکر جھنگوی اور سپاہ محمد کی قیادت کو چوہنگ سنٹر کے ایک ہی کمرہ میں بند کر دیا جائے اور جب تک وہ باہمی اختلاف کا حل نہ نکالیں انہیں رہا نہ کیا جائے۔ (جنگ لاہور، یکم مئی ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۶ کالم ۴)

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام کے زیر انتظام

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی کی باقاعدہ تعمیر کے لئے احباب تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

منجانب: انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) معرفت: دفتر احرار، جامع مسجد چیچا وطنی فون 0445-611657

کرنٹ: اکاؤنٹ نمبر 2324-9 نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچا وطنی

بنام مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی

رپورٹ: محمد الیاس کشمیری

مجلس احرار اسلام قافلۂ سخت جاں ہے

احرار کارکن اپنے ارادے کے پکے اور مستحکم لوگ ہیں

(امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری)

لاہور میں مجلس احرار اسلام کے نئے مرکزی سکرٹریٹ کی افتتاحی تقریب سے امیر احرار سید عطاء المحسن بخاری، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد امین ربانی، حضرت پیرجی سید عطاء المھیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا اللہ وسایا قاسم اور مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا خطاب

لاہور میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے نئے مرکزی سیکرٹریٹ کی افتتاحی تقریب اسلامی سالِ نو کے موقع پر ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار ۵ بجے شام ۲۹۔ سی نیو مسلم ٹاؤن وحدت روڈ میں منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت بزرگ احرار رہنما محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب نے فرمائی جبکہ ابن امیر شریعت امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری مہمانِ خصوصی تھے۔ مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر محترم چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ سٹیج سیکریٹری تھے۔ بزرگ احرار کارکن حکیم محمد صدیق تارڑ اپنی شدید علالت کے باوجود مرید کے سے تشریف لائے اور وہ سٹیج پر فروکش تھے۔ احرار سیکرٹریٹ کے وسیع صحن میں سامعین کے لئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں جن پر سرخ وردی میں ملبوس احرار کارکن جلوہ افروز تھے علاوہ ازیں مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے کارکن بھی خصوصی دعوت پر تشریف لائے اور تقریب میں شرکت کی۔

ریڈیو پاکستان کے معروف قاری مجیب الرحمٰن صاحب نے تلاوت کلام مجید فرمائی ان کے گداز لحن کی تاثیر نے تمام سامعین پر خاص کیفیت طاری کر دی تھی۔ احرار کارکن محترم حسین اختر لدھیانوی نے ساغر صدیقی مرحوم کی نظم سنائی۔ اس کے بعد امیر احرار ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم نے پرچم کشائی کر کے سیکرٹریٹ کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ یہ منظر بہت ہی رقت انگیز تھا۔ حضرت امیر احرار اپنی شدید ترین علالت کے باوجود اس تقریب میں شریک تھے اور پرچم احرار کی اڑانوں میں جماعت کا روشن اور شاندار مستقبل دیکھ رہے تھے۔ احرار کارکنوں کی آنکھیں اشکبار تھیں مگر عزم، حوصلہ اور ارادے مستحکم و مضبوط تھے۔

محترم ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے احرار سیکرٹریٹ کے قیام اور سابقہ تاریخی دفتر (بیرون دہلی دروازہ) کی تاریخ کے حوالے سے افتتاحی کلمات کہے۔ اور نئے سیکرٹریٹ کے قیام کے سلسلہ میں حضرت سید عطاء المحسن بخاری، سید محمد کفیل بخاری، محترم ملک محمد یوسف، محترم میاں محمد اویس، محترم عبداللطیف خالد چیمہ اور محترم ملک محمد طاہر کی انتھک مساعی پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

انہوں نے کہا کہ قائد احرار، جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس احرار اسلام پر بے پناہ احسانات کئے۔ جماعت کی نشاۃ ثانیہ انہی کے وجود گرامی کی مرہونِ منت ہے۔ انہوں نے دہلی دروازہ کے تاریخی دفتر کو ایک ایک پائی جمع کر کے ۱۹۸۴ء میں خریدا اور آج ۱۹۹۹ء میں اسی دفتر کو

فروخت کر کے ہم ایک خوبصورت اور وسیع سیکرٹریٹ قائم کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ج
رحمت میں جگہ عطاء فرمائے (آمین)

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم نے اپ
شدید علالت کے باعث انتہائی مختصر خطاب میں فرمایا:

مجلس احرار اسلام قافلۂ سخت جاں ہے۔ احرار کارکن اپنے ارادوں اور عزائم کے اعتبار سے مضبوط اور مستحکم لوگ ہیں۔ انہیں راستے سے ہٹانا بہت مشکل اور ناممکن بڑے بڑے سے بڑے ارجمند طبع کر آزمائی کر کے ہار گئے اور ان کی سازشیں دم توڑ گئیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ احرار باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کا بیڑا پار لگانا چاہیں اسے کوئی نہیں ڈبو سکتا۔ آپ نے مجھے قائد احرار کہا ہے۔ میں کچھ بھی نہیں صرف احرار کارکن ہوں اور سراپا احرار ہوں۔ قائدین احرار قبروں میں جا چکے ہیں وہی اس منصب کے اہل تھے۔ ہمارے اصلی قائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ ہم ان کے نقش قدم پر مر مٹیں تو یہی ہماری کامیابی ہے۔

ہمارے اکابر نے طویل جدوجہد اور قربانی کے بعد انگریز سامراج کو برصغیر سے نکالا، ہم آج انگریز کی باقیات مرزائیوں اور انگریز کے کافرانہ نظام ریاست و سیاست کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہے ہیں۔ ہماری منزل اسلام کا بطور نظام حیات مکمل نفاذ ہے۔ اسلام موجودہ انتخابی سسٹم کے ذریعے کبھی نہیں آ سکتا۔ اسلام کو پارلیمنٹ اور جمہوریت کے ذریعے لانے کا دعویٰ رکھنے والے دھوکہ دے بھی رہے ہیں اور دھوکہ کھا بھی رہے ہیں۔ موجودہ سیاسی جماعتیں سیکولرازم کی حامی ہیں اور ناموں کے فرق کے ساتھ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں کی قدر مشترک دین دشمنی ہے۔ مگر طریقہ اپنا اپنا ہے۔ یہ سب ہمارے کچھ نہیں لگتے۔ احرار کارکن اپنی صفوں کو منظم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دین متین کے لئے خوب محنت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

تقریب کے صدر اور بزرگ احرار رہنما محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت میرے دل میں خوشی و مسرت کے عجیب جذبات موجزن ہیں۔ مجلس احرار اسلام کی ستر سالہ تاریخ میرے سامنے ہے۔ اکابر احرار کی عظیم شخصیات ان کا خلوص، محنت اور قربانی، جماعت کے ہزاروں گمنام کارکنوں کی قربانیاں اور تحریکیں ہیں۔ اس مختصر وقت میں یہ سب کیسے بیان کروں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اکابر احرار کی محنت کو باقی رکھنے اور جماعت کو ترقیوں سے ہمکنار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین) میں آپ سب کو نئے سیکرٹریٹ کے قیام پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

مجلس احرار اسلام کو متحدہ ہندوستان میں بہت ساری دینی و سیاسی جماعتوں میں "ماں" کی حیثیت حاصل ہے۔ احرار کی کوکھ سے درجنوں دینی و قومی تحریکوں نے جنم لیا، کئی جماعتیں احرار سے ہی نکلیں، اور کئی شخصیات افق تاریخ پر ابھریں۔ مجلس احرار اسلام نے جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر انگریزی استعمار اور اس کے گماشتوں کے خلاف زبردست جنگ لڑی۔ آزادی کی تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ افغانستان کا اسلامی انقلاب اکابر احرار کی آرزوؤں کی تکمیل ہے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت کے مدیر اور احرار سیکرٹریٹ لاہور کے ناظم سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لاہور میں جدید احرار سیکرٹریٹ کا قیام اکابر احرار کے خوابوں کی تعبیر اور کارکنانِ احرار کے عزائم و مقاصد کی تکمیل کا آغاز ہے۔ الحمد للہ ہمارا سر فخر سے بلند ہے کہ ہم نے کسی سے بھیک نہیں مانگی۔ آپ اس وقت جس احرار مرکز میں موجود ہیں یہ حضرت جانشین امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی پر خلوص محنت کا صلہ ہے۔ ہمارے اکابر نے جو فکر ہمیں منتقل کی تھی ہم نے اس سے انحراف نہیں کیا۔ بعض اپنوں اور دشمنوں نے مجلس احرار اسلام کے وجود کو مٹانے کی بھرپور کوششیں کیں مگر وہ ناکام و نامراد ہوئے۔ مجلس احرار اسلام کی بنیادوں میں شہداء ختم نبوت کا مقدس خون شامل ہے۔ یہ جماعت زندہ ہے اور زندہ رہے گی۔ میں اپنے اکابر کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کارکنانِ احرار، جماعت کی بقاء و استحکام کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں گے۔ شہداء ختم نبوت کا مقدس خون ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اسلامی انقلاب کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کریں۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری نشر و اشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے اپنی تاسیس سے لے کر اب تک اپنے ہی ایجنڈے پر کام کیا ہے۔ ہمارا ذاتی کوئی ایجنڈا نہیں بلکہ ہمارا نظریہ و ایجنڈا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تربیت یافتہ جماعت صحابۂ اکرم رضی اللہ عنہم کا ہے۔

انہوں نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود ہم موجود نظام اور امریکی مداخلت کے خلاف عوام میں بیداری پیدا کر کے انہیں منظم کر رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کی منزل پاکستان میں حکومت الٰہیہ کا قیام ہے اور اس کی تکمیل کے لئے احرار کارکن پوری قوت سے جدوجہد کریں گے۔

مجلس احرارِ اسلام کے سابق ناظم اعلیٰ اور شعبہ تصنیف و تالیف کے ناظم پروفیسر خالد شبیر احمد نے اس یادگار تقریب کے حوالے سے ایک طویل نظم سنائی جو اس شمارے میں شامل اشاعت ہے۔

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاھد الراشدی نے کہا کہ برطانوی استعمار کے خلاف مجلس احرار کا مضبوط اور فعال کردار ہماری قومی تاریخ کا تابناک باب ہے۔ مجلس احرار نے تمام مکاتب فکر کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر کے جو مضبوط سیاسی فکر قوم تک منتقل کیا اور حریت فکر پیدا کی اس کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی۔ مجلس احرار اسلام کے اکابر اور کارکنوں کو مرکزی سیکرٹریٹ کے قیام پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور کامیابیوں کے لئے دعا گو ہوں۔

حرکۃ المجاہدین کے ناظم دعوت و ارشاد مولانا اللہ وسایا قاسم نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام مجاہدین کی جماعت ہے۔ اکابر احرار نے برصغیر میں جذبۂ جہاد کو بیدار کیا اور نصرانی حکومت کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی روحانی اولاد تحریک اسلامی طالبان کی صورت میں فیصلہ کن مراحل میں داخل ہو چکی ہے۔ میں اپنی جماعت حرکۃ المجاہدین کی طرف سے حضرت امیر احرار اور تمام احرار کارکنوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

حرکۃ الجہاد الاسلامی کے سرپرست مولانا محمد امین ربانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا: مجلس احرار اسلام کی تاریخی جدوجہد کے نتیجہ میں انگریز سامراج اپنے زخم چاٹتا ہوا سات سمندر پار چلا گیا۔ اس وقت دنیا کے کفار و مشرکین

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں۔ مسلمانوں کو ہر جگہ ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس ظلم سے نجات کے لئے آج پھر جذبۂ جہاد بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاد میں ہی مؤمن کی حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے اور احرار کے اس نئے مرکز کو آباد و شاد رکھے (آمین)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ۷۰ سال قبل مجلس احرار اسلام جن اغراض و مقاصد کے لئے قائم ہوئی تھی ان میں دو نہایت اہم تھے۔

۱)۔ برصغیر سے انگریز کا انخلا اور کامل آزادی

۲) عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور مرزائیت کا تعاقب

انگریز تو نکل گیا مگر اس کی ذریت مرزائی باقی ہیں۔ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے حضرت شاہ جی مدظلہ کو یقین دلاتا ہوں کہ مرزائیت کے تعاقب کے لئے آپ جب بھی حکم فرمائیں گے مجلس کے کارکن آپ کے شانہ بشانہ ہوں گے۔

تقریب اتنی بھرپور اور پروقار تھی کہ ہر شخص ایک تأثر میں ڈوبا ہوا تھا۔ مجلس احرار اسلام کے بزرگ کارکنوں محترم حکیم محمد صدیق تارڑ (مرید کے) محترم شیخ عبدالمجید امرتسری (گوجرانوالہ) محترم صوفی نذیر احمد صاحب (ملتان) مہر محمد انور صاحب (گوجرانوالہ) نے خصوصیت کے ساتھ اس تقریب میں شرکت فرمائی اور احرار کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں اپنی دعاؤں کا تحفہ دیا۔ اس تقریب میں مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے تقریباً تمام ارکان شریک ہوئے۔

پشاور سے سکھر تک نمائندگی ہوئی اور کراچی کے احباب نے اپنے پیغام کے ذریعے شرکت کی۔ محترم ملک محمد یوسف، محترم نثار احمد شیخ اور ان کے فرزندوں، محترم میاں محمد اویس، محترم شاہد محمود بٹ، محترم چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، محترم محمد رفیق شیخ، عزیزان منظور احمد، محمد اکمل شہزاد، مولانا محمد یوسف احرار اور ان کے حلقہ احباب میں سے بہت سے کارکنوں نے مل کر اس تقریب کو کامیاب کیا۔ سوا گھنٹہ میں تقریب مکمل ہو گئی اور نماز مغرب کے قریب حضرت امیر احرار سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی دعاء کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی شدید علالت

امیر احرار، ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم گزشتہ چند ماہ سے شدید علیل ہیں۔ وہ ۱۱، اپریل ۱۹۹۹ء کو جناب سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ ملتان سے لاہور تشریف لے گئے اور جدید احرار سیکرٹریٹ لاہور میں قیام فرمایا۔ ۱۸، اپریل کو احرار سیکرٹریٹ کی افتتاحی تقریب میں شرکت فرمائی۔

حضرت الامیر صحت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے تاحال لاہور میں ہی قیام پذیر ہیں۔ ۲۸، اپریل کو احباب احرار اور ڈاکٹروں کے مشورہ سے "شالیمار کمپلیکس" نزد شالامار ٹاؤن میں علاج کے لئے داخل ہو گئے۔ اور وہیں زیر علاج ہیں۔ احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ حضرت امیر مرکزیہ کی صحت یابی کے لئے دعاء کا اہتمام فرمائیں۔

لاہور میں قیام کے دوران مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات ان کی عیادت اور ملاقات کے لئے

تشریف لائے۔

۲۰، اپریل کو سیالکوٹ سے ہمارے کرم فرما محترم حکیم محمود احمد ظفر صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے اور تمام دن حضرت شاہ جی کے ساتھ گزارا۔ بہت سے علمی، تاریخی اور سیاسی مسائل پر نہایت دلچسپ گفتگو ہوتی رہی اور اکابر کے نصیحت آموز واقعات کا تذکرہ ہوتا رہا۔ جس سے اہل مجلس بھی مستفید ہوئے۔ شام کو جامعہ اشرفیہ سے حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی، پیر سیف اللہ خالد اور انٹر نیشنل ختم نبوت مومنٹ کے چیئرمین حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی ملاقات کے لئے تشریف لائے جب کہ حکیم محمود احمد ظفر صاحب بھی ان کے ہمراہ دوبارہ تشریف لائے۔

مولانا قاری عبدالحئی عابد اور مولانا عبدالقادر آزاد بھی حضرت شاہ جی کی عیادت و ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

احباب کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزاء خیر عطاء فرمائے اور حضرت شاہ جی کی صحت یابی کے لئے ان کی دعائیں قبول فرمائے۔ (آمین)

محترم ملک محمد یوسف صاحب، محترم میاں محمد اویس صاحب، محترم پروفیسر شاہد کاشمیری صاحب اور عزیز حافظ محمد یٰسین حضرت شاہ جی کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزاء خیر عطاء فرمائے (آمین)

محمد الیاس کشمیری

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم امت مسلمہ کے لئے معیار و حجت ہیں

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک عظیم سانحہ ہے

ابن سباء کی فکری اور نسبی اولاد ہی قتل حسین کی ذمہ دار ہے

ملتان میں سالانہ مجلس ذکر حسینؓ سے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر مقررین کا خطاب

۱۰، محرم الحرام کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں چھبیسویں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ منعقد ہوئی۔ یوم عاشورہ کو ملتان میں اہل سنت کا یہ واحد اور سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ قبل از نمازِ ظہر مسجد ختم نبوت دارِ بنی ہاشم میں حاضرین نے قرآن کریم، درود شریف، اور آیت کریمہ پڑھا بعد نمازِ ظہر مجلس کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد مغیرہ سٹیج سیکرٹری تھے۔ حافظ عبدالرزاق صاحب، سید عطاء المنان بخاری اور محمد عباس نے تلاوت قرآن کریم کی، حافظ محمد اختر نے حمد سنائی، جناب حسین اختر اور حافظ محمد اکرم نے نعت سنائی۔ مولانا محمد مغیرہ کے تمہیدی کلمات کے بعد جناب راؤ عبدالنعیم جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی نائب امیر حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری نے حاضرین مجلس سے خطاب کیا۔

مقررین نے اپنے خطبات میں کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم امت مسلمہ کے لئے معیار و حجت ہیں۔ مقام و منصب صحابہ کو سمجھے بغیر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شعور وادراک ممکن ہی نہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخِ اسلام میں ایک عظیم سانحہ ہے۔ جس کی تمام تر ذمہ داری ابنِ سباء کی فکری و نسبی اولاد، خبیثانِ عجم اور منافقینِ کوفہ پر عائد ہوتی ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید غیرت ہیں۔ وہ منصب صحابیت پر فائز ہونے کی وجہ

سے مجتہد بھی ہیں۔ انہوں نے اجتہاد فرمایا اور اس پر عمل کیا۔ مگر سازش آشکارا ہونے پر اپنے مؤقف سے رجوع کیا۔ محرم حادثۂ کربلا کی وجہ سے نہیں بلکہ پہلے بھی محترم تھا۔ حادثہ کربلا کا تعلق عقیدہ سے نہیں تاریخ سے ہے اور اس سانحہ کو تاریخی طور پر سمجھنے اور تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ مجلس نہایت پر امن ماحول میں اختتام پزیر ہوئی اور اختتام مجلس پر سامعین کی ضیافت کی گئی۔

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی مصروفیات

۹، اپریل کو جامع مسجد اکرم آباد والٹن لاہور میں مولانا محمد یوسف احرار کے ہاں خطبۂ جمعہ ۱۰، تا ۱۵ اپریل ضلع گجرات کے مختلف علاقوں میں دروس قرآن کریم اور ۱۶، اپریل کو مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں کی جامع مسجد میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۱۸، اپریل کو لاہور میں جدید احرار سیکرٹریٹ کی افتتاحی تقریب میں شرکت۔ ۲۱، ۲۲، اپریل کو راولپنڈی، اسلام آباد میں جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے ہمراہ تنظیمی دورہ۔ ۲۵، اپریل کو لاہور سے چناب نگر پہنچے اور ۲۶، اپریل کو ملتان تشریف لائے ۲۷، اپریل کو ملتان میں ۱۰ محرم الحرام کی مجلس ذکر حسین سے خطاب کیا۔ ۳۰، اپریل کو صبح ضلع مظفر گڑھ تشریف لے گئے، بستی مندوریں اور مہر پور میں مدرسہ معمورہ کے دورہ کے بعد ۱۱ بجے ملتان پہنچے اور پھر مدرسہ علوم اسلامیہ گڑھا موڑ تشریف لے گئے، آپ نے خطبۂ جمعہ مدرسہ علوم اسلامیہ میں ہی ارشاد فرمایا۔ مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی سے ضروری صلاح مشورہ کے بعد بستی عزیز قھم میں ڈاکٹر منظور احمد صاحب اور جناب محمد ارشاد کے ہاں تشریف لے گئے۔ رات واپس گڑھا موڑ پہنچے اور صبح ملتان تشریف لائے۔ یکم اور ۲، مئی کو ملتان میں قیام کے بعد چناب نگر تشریف لے گئے۔ آپ ۱۰، مئی کو سلانوالی میں جناب قاری شفیق الرحمن کی دعوت پر جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کریں گے۔

سید محمد کفیل بخاری کی مصروفیات

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما سید محمد کفیل بخاری ۱۰، اپریل کی رات رحیم یار خان سے ملتان پہنچے۔ اور ۱۱، اپریل کی صبح حضرت امیر مرکزیہ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کے ہمراہ بذریعہ جہاز لاہور روانہ ہوئے۔ ۱ بجے دوپہر میاں محمد اویس صاحب کی رہائش گاہ گلبرگ میں "ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن" کے اجلاس میں شرکت کے بعد دفتر احرار پہنچے۔ تین دن لاہور میں ہی قیام کیا اور ملک بھر کی شاخوں سے رابطہ قائم کیا۔ ۱۴، اپریل کو ملتان پہنچے۔ ۱۶، اپریل کو دار بنی ہاشم میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ ۱۸ اپریل کو جدید احرار مرکز کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے بعد رات کو تلہ گنگ روانہ ہو گئے۔ احباب تلہ گنگ اور چکڑالہ آپ کے ہمراہ تھے۔ نماز فجر مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ میں اداء کی۔ مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن محترم محمد عمر فاروق کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ان سے اظہار ہمدردی اور دعاء مغفرت کے بعد لاہور روانہ ہوئے۔ اور ۱۱ بجے دوپہر احرار مرکز لاہور پہنچ گئے۔ ۲۲ اپریل تک لاہور میں ہی قیام

کیا۔ ۲۳ اپریل کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں خطبۂ جمعہ دیا۔ ۲۷، اپریل کو دارِ بنی ہاشم میں مجلس ذکرِ حسین سے اور ۳۰، اپریل کو دارِ بنی ہاشم میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔ ۳، مئی کو لاہور روانہ ہوئے۔ آپ ۳ تا ۶ مئی لاہور میں قیام کریں گے۔ ۷، مئی کو دارِ بنی ہاشم میں خطبۂ جمعہ دیں گے۔ ۹، مئی کو چناب نگر مسجد احرار پہنچیں گے اور ۱۰، مئی کو سلانوالی میں ایک دینی اجتماع سے خطاب کریں گے۔

سید محمد کفیل بخاری ہر ماہ کی ۷ تا ۱۵ تاریخ احرار مرکز لاہور میں قیام کریں گے۔ احباب ان تاریخوں میں لاہور کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ فون: 042-5865465

رنگِ سخن

تلاوت کی صدا آتی نہیں ہے
کوئی لب پر دعا آتی نہیں ہے
یہ دنیا خلد سے بڑھ کر حسیں ہے
ہمیں یادِ خدا آتی نہیں ہے
کچھ ان کا حسن بھی توبہ شکن ہے
ہمیں کبھی کچھ حیا آتی نہیں ہے
بڑی سرعت سے پنکھے چل رہے ہیں
مگر ہم تک ہوا آتی نہیں ہے
غریبوں کا مقدر ہیں بگولے
یہاں بادِ صبا آتی نہیں ہے
گرانی بے طلب ملتی ہے تائب
جو مانگو تو قضا آتی نہیں ہے

پروفیسر محمد اکرام تائب عارف والا

پروفیسر خالد شبیر احمد

مجلس احرار اسلام

(ناظم شعبہ تصنیف وتالیف مجلس احرار اسلام) ذیل کی نظم محترم پروفیسر صاحب نے ۱۸، اپریل ۱۹۹۹ء کو لاہور میں دفتر احرار کی افتتاحی تقریب میں پڑھ کر سنائی (ادارہ)

ہر وقت شہادت کے طلبگار ہیں احرار
تاریخ کا اک جاگتا کردار ہیں احرار

احرار سے روشن ہے جہاں اہلِ جنوں کا
سرمایۂ قربانی و ایثار ہیں احرار

ہر ایک قدم جن کا بخاری کے قدم پر
دل دے کے محبت کے خریدار ہیں احرار

ہر دور میں غیرت کا نشاں بن کے رہے ہیں
ہو معرکہ در پیش تو للکار ہیں احرار

اسلام کی عظمت کا ہیں انمول نمونہ
ہر دور میں اسلام کی تلوار ہیں احرار

قدموں میں رہی ان کے فرنگی کی حکومت
ہر جنگ حریت کے طرف دار ہیں احرار

کشمیر کی وادی ہے گواہ ان کے جنوں کی
کشمیر کی نسبت سے بھی کردار ہیں احرار

ہر صاحبِ کردار کے دل کی ہیں یہ دھڑکن
دلبر ہیں دل افروز تو دلدار ہیں احرار

اصحابِ محمد کے ہیں یہ والا و شیدا
مقصود محمد کے ہی کردار ہیں احرار

ہر موج حوادث میں قدم آگے بڑھے ہیں
ہیں مستِ جنوں عزم سے سرشار ہیں احرار

دھڑکے ہے جو دل ان کا فقط دین کی خاطر
ہر ایک معاند سے خبردار ہیں احرار

ہر حال میں مزدور کی عظمت کے ہیں قائل
یوں زر کے پجاری پہ گراں بار ہیں احرار

ہر ایک ادا ان کی نرالی ہے انوکھی
جس طرح سے دیکھا ہے طرحدار ہیں احرار

محفل میں جو پوچھا کبھی احرار کی بابت
ہر ایک پکارا کہ وضعدار ہیں احرار

جھکتے نہیں دبتے نہیں دشمن سے ذرا بھی
اک عزم تگ وتاز کی یلغار ہیں احرار

غیرت میں ہیں بے مثل، تیور میں ہیں یکتا
ہر زاویے، ہر پہلو سے خود دار ہیں احرار

رونق ہیں ہر معرکۂ دار و رسن کی
ہر رزم میں شمشیر چمک دار ہیں احرار

حق گوئی و بے باکی ہے احرار کا شیوہ
سر بازی میں یوں رونق بازار ہیں احرار

نسبت سے بخاری کی سدا مست رہے ہیں
بستانِ بخاری کی ہی مہکار ہیں احرار

حیدرؓ ہوں کہ حمزہؓ ہوں خالدؓ ہوں کہ شبیرؓ
ان کے ہی تو مے خانوں کے مے خوار ہیں احرار

ہر دور میں رخ موڑا ہے طوفان بلا کا
ہر معرکے میں اس طور جگر دار ہیں احرار

دل ان کا ہی ہر درد کے دامن سے بندھا ہے
یوں قوم کے ہر فرد کے غم خوار ہیں احرار

اللہ کی نصرت پہ بھروسہ ہے انہیں جو
ہے اس کا کرم برسر پیکار ہیں احرار

اعزاز ہے احرار کا احمد کی غلامی
ہر دشمن دیں کے لئے تلوار ہیں احرار

یہ میرِ شریعت کی دعاؤں کا ہے صدقہ
پھر لڑنے کو اور مرنے کو تیار ہیں احرار

بے جگری سے لڑتے ہیں جو اسلام کی خاطر
دشمن بھی پکار اٹھا کہ جی دار ہیں احرار

احرار کے کردار میں ماضی کی جھلک ہے
ماضی ہی کا اک لہجۂ گفتار ہیں احرار

ہو ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ!
سر دے کے بھی جنت کے خریدار ہیں احرار

ہے نظمِ شریعت پہ مدار اپنی بقا کا
یوں حاضر و موجود سے بیزار ہیں احرار

باندھے ہوئے ہاتھ ان کے حضور حرف کھڑے ہیں
اقلیم خطابت کے شہر یار ہیں احرار

یہ رازِ حقیقت نہیں پوشیدہ کسی سے
کشتی ہے جو اسلام تو پتوار ہیں احرار

دل ان کا منور تو زباں گل افشاں ہے
ہو بازی جو سر دھڑ کی تو تیار ہیں احرار

ہے یاد مجھے عہد حبیب(۱) آج بھی ہمدم
جس عہد جواں ساز کی جھنکار ہیں احرار

گلشیر(۲) کی عظمت ہے عقیدت کا مرقع
اعزازِ شہادت کے سزاوار ہیں احرار

حکمت میں تدبر میں کہاں تاج(۳) کا ثانی
پھر ان کے تفکر کے طلبگار ہیں احرار

شورش(۴) کی جسارت بھی ہے احرار کی عظمت
اور ضیغم(۲۱) احرار کی للکار ہیں احرار

افضل(۵) کا قلم طرزِ نگارش کا ہے جادو
ہے ان کی عنایت کہ قلمکار ہیں احرار

لاتے نہیں خاطر میں یہ زنداں ہو کہ ہو دار
افضل(۲۲) کا جو سرمایۂ افکار ہیں احرار

جانباز(۶) جواں ہمت و کردار کا پیکر
ہاں جس کی شجاعت کے پرستار ہیں احرار

احسن(۷) ہو کہ حافظ(۸) ہو مظفر(۹) ہو کہ مظہر(۱۰)
ان سب کی اداؤں کے نگہدار ہیں احرار

ہیں یاد ہمیں غازی(۱۱) بھی سردار(۱۲) بھی معراج(۱۳)
ان تینوں کے سارے ہی رضا کار ہیں احرار

ازبر ہیں ہمیں شورش و جانباز کی نظمیں
انور(۲۳) تیرے رزمیہ اشعار ہیں احرار

کس کس کا کروں ذکر کہ مجھے یاد سبھی ہیں
خودار ہیں جی دار ہیں، صبار ہیں احرار

بوذر(۱۴) کی قیادت کا ثمر دیکھ رہے ہیں
گو رنج جدائی سے گراں بار ہیں احرار

محسن[15] کی قیادت کا صلہ ہم کو ملا ہے
سر مستِ انا پیکر ایثار ہیں احرار

محنت کا معین[16] کی کرشمہ ہے یہ سب کچھ
جرأت کا جواں جذبوں کا کہسار ہیں احرار

دیکھا ہے ثناء اللہ[17] تو یاد آیا ہے ماضی
اس ماضیٔ ذی شاں کے علمدار ہیں احرار

ہے طرز سلیمی[18] میں جو یہ فقر کا جوہر
ہر وصفِ حمیدہ سے گہر بار ہیں احرار

ہے لطفِ لطیف[19] ہم پہ خداوند کی رحمت
ظلمت کے اندھیروں میں ضیا بار ہیں احرار

جواں عزم کفیل[20] اپنی قیادت کا ہے جھومر
ہاں جس کی مساعی سے ثمر بار ہیں احرار

دھرتی پہ حکومت ہو فقط رب علیٰ کی
اس نعرۂ توحید کی تکرار ہیں احرار

لاہور میں دلبر کی خبر میں نے سنی جو
کہہ دی ہے یہ نظم میں نے کہ بیدار ہیں احرار

الفاظ کے پردے میں ہے اسلاف کی تصویر
شعروں کا میرے مرکز اظہار ہیں احرار

لفظوں میں پروئے عقیدت کے یہ موتی
ہر شعر کا عنوانِ گہر بار ہیں احرار

ہے ناز ہمیں اپنے رضا کاروں پہ ہر دم
احرار رضا کار، رضا کار ہیں احرار

آواز یہ آتی ہے میرے دل سے ہر اک پل
احرار ہیں احرار ہیں احرار ہیں احرار

شعلہ ہیں یہ غیروں کے لئے برقِ تپاں کا
اپنوں کے لئے سایۂ دیوار ہیں احرار

تاریخ کے اوراق میں پائندہ ہیں زندہ
ہر خرمنِ باطل کو شرر بار ہیں احرار

واقف ہیں عدو کاٹ سے جس کی سبھی خالد
مومن کی وہ اک تیغ بے زنہار ہیں احرار

۱۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، ۲۔ مولانا محمد گلشیر شہیدؒ، ۳۔ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، ۴۔ شورش کاشمیریؒ، ۵۔ مفکر احرار چودھری افضل حقؒ، ۶۔ جانباز مرزاؒ، ۷۔ احسن عثمانیؒ، ۸۔ حافظ علی بہادر خانؒ، ۹۔ مظفر علی شمسیؒ، ۱۰۔ مولانا مظہر علی اظہرؒ، ۱۱۔ غازی محمد حسین (سالار پنجاب)، ۱۲۔ سردار محمد شفیع (سالار ہندوستان)، ۱۳۔ سالار معراج دین (سالار لاہور)، ۱۴۔ جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ، ۱۵۔ سید عطاء المحسن بخاری امیر مرکزیہ، ۱۶۔ پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نائب امیر مرکزیہ، ۱۷۔ چودھری ثناء اللہ بھٹہ، ۱۸۔ مولانا محمد اسحٰق سلیمی، (ناظم مرکزیہ)، ۱۹۔ عبداللطیف خالد چیمہ (ناظم نشریات)، ۲۰۔ سید محمد کفیل بخاری۔ (مدیر نقیب ختم نبوت)، ۲۱۔ ضیغم احرار شیخ حسام الدینؒ، ۲۲۔ مفکر احرار چودھری افضل حق، ۲۳۔ علامہ انور صابری

قادیانیت کی تبلیغ کرنے والے کے گھر چھاپہ لٹریچر برآمد، مقدمہ قائم

سیالکوٹ (بیورو رپورٹ) تھانہ پسرور پولیس نے موضع بن باجوہ کے ایک قادیانی انتظار باجوہ کے خلاف قادیانیت کی تبلیغ کرنے اور نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کر کے اس کے گھر سے ممنوعہ لٹریچر بھی برآمد کر لیا ہے۔ (خبریں لاہور، ۵ مارچ ۱۹۹۹ء)

ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن آف پاکستان کی سنٹرل کمیٹی کا اجلاس دستور منظور کر لیا گیا۔

چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ چیئرمین اور پروفیسر چودھری شجاعت علی مجاہد سیکرٹری جنرل ہوں گے۔

لاہور (۱۱ اپریل ۹۹ء) ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن آف پاکستان کی سنٹرل کمیٹی نے فاؤنڈیشن کے دستور کی منظوری دے دی ہے اور پانچ سال کے لیے عہدہ داروں کا انتخاب کر کے رکن سازی کا آغاز کر دیا ہے۔ سنٹرل کمیٹی کا اجلاس گلبرگ سی میں میاں محمد اویس کی رہائش گاہ پر فاؤنڈیشن کے چیئرمین چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں دستوری مسودہ پر تفصیلی بحث و گفتگو کے بعد اس کی منظوری دی گئی۔ دستور کے مطابق ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن آف پاکستان کے نام سے یہ تنظیم پاکستان، آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات میں مندرجہ ذیل مقاصد کے لیے کام کرے گی۔ (۱) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسانی حقوق کا تعارف اور تحفظ (۲) معاشرہ کے مظلوم طبقات و افراد کی ہر ممکن حمایت و تعاون (۳) نادار اور بے سہارا افراد کی حتی المقدور قانونی، اخلاقی، عملی اور مالی امداد (۴) لوگوں میں اپنے حقوق کے تحفظ اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا شعور بیدار کرنا (۵) اسلام اور پاکستان کے مفاد کے خلاف کام کرنے والے طبقات اور تنظیموں کا تعاقب۔

دستور کے مطابق فاؤنڈیشن اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے ان مقاصد کے لیے جدوجہد کے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کرے گی اور ضلع اور کارپوریشن کی سطح پر ملک بھر میں فاؤنڈیشن کی شاخیں قائم کی جائیں گی۔ دستور کی منظوری کے بعد پانچ سال کے لیے مندرجہ ذیل عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا (۱) چیئرمین، چوہدری ظفر اقبال ایڈووکیٹ لاہور (۲) وائس چیئرمین جناب محمد متین خالد لاہور (۳) وائس چیئرمین، جناب عبدالرشید ارشد، جوہر آباد۔ (۴) سیکرٹری جنرل، پروفیسر چودھری شجاعت علی مجاہد، سیالکوٹ (۵) فنانس سیکرٹری میاں محمد اویس، لاہور (۶) سیکرٹری اطلاعات خالد لطیف گھمن پتوکی جبکہ ڈپٹی سیکرٹری جنرل اور رابطہ سیکرٹری کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

سنٹرل کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا لاہور میں چند روز بعد "انسانی حقوق اور این جی اوز" کے عنوان سے سیمنار منعقد کر کے فاؤنڈیشن کی سرگرمیوں کا آغاز کیا جائے گا سنٹرل کمیٹی کے اجلاس کے بعد فاؤنڈیشن کی رکن سازی کا باقاعدہ آغاز کیا گیا اور ممتاز عالم دین مولانا زاہد الراشدی نے فاؤنڈیشن کے پہلے ممبر کے طور پر اپنا نام درج کرایا۔ اجلاس میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا سید کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ شفیق الرحمٰن، پروفیسر طاہر اسلام، نجم الحسن عارف، سیف اللہ خالد، پروفیسر شجاعت علی مجاہد، پروفیسر شاہد کاشمیری، جناب عبدالرشید ارشد، مولانا سیف الدین سیف، میاں محمد اویس، جناب محمد متین خالد، صوفی محمد خان اور دیگر سرکردہ حضرات نے شرکت کی۔

اجلاس میں ایک قرار داد کے ذریعہ کسووہ میں مسلمانوں کے قتل عام اور جلا وطنی کے شدید مذمت کرتے ہوئے اس سلسلہ میں مسلم سربراہ کانفرنس کا ہنگامی اجلاس طلب کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک اور قرار داد میں اسلام اور پاکستان کے خلاف کام کرنے والی این جی اوز کے خلاف پنجاب حکومت کے اقدامات کی حمایت کرتے ہوئے این جی اوز کی سکریننگ کا کام پورے ملک تک وسیع کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

این جی او مافیا ملک دشمن ہے

پنجاب کے صوبائی وزیر برائے سماجی بہبود پیر سید بنیامین رضوی کی روزنامہ "اوصاف" سے گفتگو

اوصاف:۔ آپ کو این جی او کے حوالے سے ایک خاص شہرت حاصل ہے بہت سی این جی اوز آپ کے خلاف واویلا کررہی ہیں آپ نے کیا دیکھا اور کیوں این جی اوز پر پابندیاں لگائیں؟

بنیامین رضوی:۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہیں میں نے این جی اوز کے بارے میں مکمل انکوائری کرائی اور ایک انکوائری پھر کروائی تو معلوم ہوا کہ یہ این جی اوز جن مقاصد کے لئے بنائی گئی ہیں ان مقاصد کو پس پشت ڈال کر این جی اوز کے لوگ کچھ اور مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرم ہیں جو پاکستان کے لئے انتہائی خطرناک ہیں کیوں کہ جب ہمارے ملک کو بہترین قالین تیار کرنے کی صورت میں پوری دنیا میں شہرت ملی تو انہی این جی اوز نے چائلڈلیبر کا شور مچایا جس سے ہماری کارپٹ انڈسٹری تباہ ہوئی جس کا خاطر خواہ نقصان اس ملک کو ہوا این جی اوز کی کرتا دھرتا خواتین نے یہ کردار ادا کر کے خود تو دولت سمیٹ لی مگر وطن عزیز کو بے پناہ نقصان پہنچایا۔ اسی طرح "عورت فاؤنڈیشن" نامی ایک این جی او نے لاہور کے فائیو سٹار ہوٹل میں رمضان المبارک کے دوران ایک اجلاس منعقد کیا اس اجلاس میں ۷۰ سے ۸۰ ماڈرن خواتین نے شرکت کی دوپہر کے وقت لنچ پر اجلاس کا ایجنڈا زیر بحث آیا تو یہ طے پایا کہ ایسی فضاء قائم کی جائے کہ پاک فوج کا خاتمہ ہوجائے اس کے علاوہ لوگوں کی ایمان سے دلچسپی کو کمزور کریں چونکہ بنیادپرستی زیادہ ہوگئی ہے۔ مجھے جب پتا چلا تو میں نے حکومت کو یہ ساری باتیں بتادیں۔

این جی اوز نے لابنگ کرنے والے سیاستدانوں کو کاریاں دے رکھی ہیں

لاہور ہی میں عورتوں کی ایک این جی او ایسی ہے جہاں مسلمان لڑکیوں کو تعلیم دی جارہی ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات کے لئے نکاح کی ضرورت نہیں۔

بھائی حامد میر:۔ "اگر آپ نے قلمی جہاد کے ذریعے ان کو نہ روکا تو آنے والے دس سالوں میں ہماری پاکستانیت ختم ہوجائے گی" یہ طریقے ہیں ہمارے سماجی ڈھانچے کو تباہ کرنے کے جس طرح چھوٹے ملکوں کو کنٹرول کرنے کے طریقے ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کا راستہ نہ روکا گیا تو یہ مجرمانہ غفلت ہوگی اور اس کے ذمہ دار سیاست دان ہوں گے۔

میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ جب بھی کوئی بیورو کریٹ ریٹائرڈ ہوتا ہے دو چار این جی اوز بنا لیتا ہے بہت سے ایسے سرکاری افسران بھی ہیں جن کی بیگمات این جی اوز چلا رہی ہیں یہ افسران پاکستان کی بجائے این جی اوز کے لئے گرانٹس حاصل کرتے ہیں۔ ایسا ہوا ہے میرے پاس ثبوت موجود ہے میں نے چھ ماہ میں دیکھا کہ بیورو کریٹ اور انکی بیگمات کی کتنی این جی اوز ہیں اس دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک این جی او ایک فیملی پر مشتمل ہے ایسی بہت سی این جی اوز ہیں جنہیں صرف ایک خاندان چلا رہا ہے اسی خاندان کے افراد ڈائریکٹرز ہیں اور انہیں کے رشتہ دار ممبر ہیں میرے خیال میں تو این جی اوز "خاندان پال سکیم" ہیں۔ یہ لوگ دفتر کی تعمیر کے

نام پر بنگلہ تعمیر کرواتے ہیں اوپر کے ایک کمرے میں فوٹوکاپی کی مشین رکھ کر اور ای میل لگا کر ایک نوکر فون پر بٹھا دیا جاتا ہے ڈیڑھ کروڑ کے بنگلے کے بعد سارے خرچے گرانٹ سے پورے ہوتے ہیں۔ ڈائریکٹر کی تنخواہ پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک ہوتی ہے بعض این جی اوز میں تو تین لاکھ تک بھی تنخواہ ہے یہ لوگ شاید انسانی فلاح کے لئے پانچ فیصد کام کرتے ہیں مگر ۹۵ فیصد یقینی طور پر اپنی ذات کے لیے کام کرتے ہیں۔

این جی اوز چلانے والی بیگمات ۲۵ ہزار سے ۳ لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ لیتی ہیں

مختلف این جی اوز کے سفارت کاروں سے وسیع رابطے ہیں ان مقاصد کے لئے این جی اوز کی لڑکیاں لابنگ کرتی ہیں ہم بیرونی مہمانوں کے شکر گزار ہیں وہ انسانی فلاح کے لئے پیسہ دیتے ہیں اس کا درست استعمال نہیں ہو رہا۔ ویمن ڈویژن پنجاب میں چھ ہزار این جی اوز رجسٹرڈ ہیں جن میں ۵۲ فیصد مکمل فراڈ ہیں ۴۸ فیصد کو ہم نے ایک ایکٹو قرار دیا ہے اس کی بھی درجہ بندی ہے

۱۰ فیصد این جی اوز ایسی ہیں جو مکمل طور پر صحیح کام کر رہی ہیں دس فیصد ایسی ہیں جو کچھ کام کرتی ہیں کچھ اپنے مفادات حاصل کرتی ہیں کچھ این جی اوز ایسی ہی جو پیسہ نہ ملنے کے باعث اپنا کام جاری نہ رکھ سکیں۔ جن کا وجود صرف کاغذات پر ہے۔ ۲۵ اپریل ۱۹۹۳ء کے عرصے میں سابق وزیر اعلیٰ میاں منظور وٹو نے لاہور کی این جی اوز کو ڈھائی کروڑ روپیہ دیا منظور وٹو کے بعد عارف نکئی نے ڈیڑھ کروڑ دیا جب یہ انکوائری ہو رہی تھی تو مجھے ایک ایسی این جی او کا پتہ چلا جس کا ایڈریس سیالکوٹ کا تھا۔ ان این جی اوز میں سے کچھ نئی نسل کو تباہ کر رہی ہیں جب کہ کچھ انسانی حقوق کے نام پر بہت بڑا فراڈ کر رہی ہیں میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب کشمیر میں عصمتیں لٹ رہی ہیں بوسینیا میں ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں تو وہاں ان کو انسانی حقوق کیوں یاد نہیں آتے پاکستان میں ورغلا کر کسی بچی کو یہ لوگ گھر سے باہر لے آتے ہیں تو ان کے انسانی حقوق جاگ اٹھتے ہیں یہ لوگ اس خاندان کی عزت سے کھیلتے ہیں اس کا اثر اتنا زیادہ ہوتا ہے اس لڑکی کی باقی بہنوں کا رشتہ قیامت تک نہیں ہوتا اگر یہ تنظیمیں عورتوں کے لئے کام کرتی ہیں تو پھر لڑکی شادی کا فیصلہ اس کے ماں باپ کو بٹھا کر بھی کیا جا سکتا ہے بجائے اس کے بازاروں میں اس کی عزت کو رولا جائے اور پاکستان کو بدنام کیا جائے۔ اب نیر علی دادا کو گرفتار کیا ہے تو پھر این جی اوز نے شور مچانا شروع کر دیا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ نیر علی دادا نے اس کنڈیکٹر کو کمپلیشن سرٹیفکیٹ کیوں جاری کیا بلڈنگ تو اس سرٹیفکیٹ کے بعد ہی ٹھیک اور ہوئی جونہی نیر علی ادا کی گرفتاری ہوئی این جی اوز کے انسانی حقوق جاگ اٹھے اگر اس چھت کے نیچے آکر دو سو آدمی مر جاتے تو یہی این جی اوز خاموش رہتی حالانکہ نیر علی دادا کے ٹھیکیدار کو بھی گرفتار کیا گیا ہے مگر اس کی گرفتاری پر این جی اوز کی خاموشی معنی خیز ہے۔

منظور وٹو نے صرف تین ماہ میں این جی اوز کو اڑھائی کروڑ روپے دے دیئے

ہم نے ایٹمی دھماکہ کیا چونکہ دھماکہ کرنا قومی غیرت کا تقاضا تھا وزیر اعظم نے اس مسئلے پر دانشوروں، ایڈیٹروں سے اور اراکین پارلیمنٹ سے مشورے کیئے ان مشوروں کے بعد قومی غیرت کے تقاضوں کے تحت

دھماکے کئے گئے اس سے پیشتر جب بھارت نے دھماکے کئے تو کسی این جی اوز نے دھماکوں کے خلاف مظاہرہ نہ کیا مگر جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کئے تو این جی اوز کو مظاہرہ کرنا یاد آگیا ہم اگر کوئی مجرم گرفتار کریں یا کوئی ایسا سیاستدان جو بدعنوانیوں میں ملوث ہو تو این جی اوز بہت شور مچاتی ہے میں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے برائی کے خلاف جہاد کیا ہے

ہمارا عورت کی ترقی پر یقین ہے مگر جو بیوہ عورت دیہات میں ہے تو مجھے صرف یہ بتایا جائے کتنی عورتوں نے وہاں جا کر ان کے سر پر دست شفقت رکھا ہے حالانکہ جب ان کی رجسٹریشن ہوتی ہے تو یہ ان کے منشور میں شامل ہوتا ہے کہ وہ خواتین کی بہبود کے ادارے قائم کریں گی بیوہ عورتوں کی فلاح کے لئے کام کریں گی اور یتیم بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کریں گی مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ این جی اوز یہ سب کچھ نہیں کر رہی ہیں بلکہ این جی اوز سال میں کسی فائیو سٹار ہوٹل میں ایک سیمینار منعقد کرتی ہیں اس میں اپنے یاروں دوستوں کو بلا کر کھانا کھلایا جاتا ہے پھر اس کی ویڈیو باہر بھجوا دی جاتی ہے۔

انہی این جی اوز نے پاکستانی مصنوعات کو بیرونی دنیا میں بدنام کیا دہشت گردی کا واویلا بھی یہی این جی اوز کرتی ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں ملکی سلامتی کے خلاف نہیں کھیلنا چاہئے یہ این جی اوز وارداتوں کی مختلف خبروں کا ترجمہ کر کے اپنے بیرونی آقاؤں کو بھجواتی ہیں چونکہ یہ خبریں اردو اخبارات میں شائع ہوتی ہیں اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرتے وقت یہ لوگ بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں ان کا سارا ترجمہ جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے۔

ہم نے ایک این جی اوز ایسی پکڑی ہے جو قرآن کی جگہ زبور کی تعلیم دیتی ہے ان کا قرآن پاک کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ قرآن پاک کو نازل ہوئے چودہ سو سال ہو چکے ہیں اس میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اس طرح پاکستان میں فرقہ واریت دہشت گردی اور مذہبی لڑائیاں بھی این جی اوز کرواتی ہیں یہ این جی اوز راتوں رات ایسے پمفلٹ شائع کر کے شہر میں تقسیم کر دیتی ہے جن سے فرقہ واریت پھیلتی ہے اس طرح مختلف فرقوں کی باہم لڑائی ہو جاتی ہے آپ ان پمفلٹ کو آزمالیں یہ آپ کے شہر ہیں آب پارہ میں مختلف دکانوں پر پھینکے جائیں گے اس پر عجیب و غریب قسم کا مواد ہوگا، نیچے جعلی نام ہوگا مثلاً "انجمن محبان پاکستان" یہ سارا کام این جی اوز کر رہی ہیں۔

پنجاب میں چھ سات این جی اوز ایسی ملی ہیں جہاں یہودیوں اور ہندوؤں کا آنا جانا ہے وہ وہاں پر لیکچر دیتے ہیں میں نے ایک این جی او سے کہا کہ آپ سلیبس دکھائیں تو انہوں نے صاف انکار کر دیا جہاں یہ سلیبس پڑھایا جاتا ہے اس عمارت کے گیٹ پر ہوتے ہیں وہاں لڑکیوں نے جینز اور عریاں لباس پہنا ہوتا ہے ان میں کچھ لڑکیاں انگلستان کی ہیں کچھ سری لنکا اور پاکستان کی ہیں۔ پچاس سال میں این جی اوز کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا میں نے ان کے خلاف کاروائی کی تو این جی اوز کے لوگوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو خط لکھا کہ بنیامین رضوی ہم سے زیادتی کر رہا ہے انہوں نے دونوں کو بلالیا مقررہ وقت پر میں وہاں پہنچ گیا وہ قریباً پندرہ افراد تھے ان میں آٹھ عورتیں اور سات مرد تھے میں اکیلا ہی تھا وزیر اعلیٰ پنجاب نے پہلے ان لوگوں کو سنا این جی اوز کے عہدہ داروں نے کہا ہم کام کرتے ہیں آپ کے وزیر نے ہمیں گالیاں دی ہیں اور ہمیں حساب کتاب دینے پر مجبور کیا جا رہا ہے ہم سے ڈونر ایجنسیاں حساب بہت اچھا لیتی ہیں یہ وزیر حساب لینے کے مجاز نہیں ہیں۔ پھر مجھے بولنے کا موقع دیا گیا میں نے کہا یہ لوگ جو

تشریف لائے ہیں اور کام مختلف ہیں عورت فاؤنڈیشن کی مسز نگار احمد بیٹھی ہیں انہوں نے اغراض و مقاصد میں لکھا ہے کہ ہم خواتین کے لئے ادارے بنائیں گے مستحق عورتوں کو وظیفے دیں گے طالبات کو سکالرشپ دیئے جائیں گے جو خواتین اپنے خاوندوں سے تنگ ہیں ان کی مدد کی جائے گی میں ان سے پوچھتا ہوں انہوں نے پاکستان میں یا پھر میرے صوبے پنجاب میں کتنے ادارے بنائے ہیں میرے اس سوال کے جواب میں مسز نگار احمد خاموش رہیں میں نے کہا کہ آپ سیاست نہیں کریں گی آپ خدمت خلق کریں گی آپ نے ایٹمی دھماکوں کے خلاف مظاہرے کئے پھر میں نے مسز نگار احمد سے پوچھا کہ آپ کی تنخواہ کتنی ہے تو وہ تب بھی نہ بولیں اس کے بعد میں نے کہا کہ "عورت فاؤنڈیشن" آٹھ سال پہلے رجسٹرڈ ہوئی تھی اس وقت آپ کے مطابق آپ کی تنخواہ ۲۵۰۰۰ تھی آیا آپ کی تنخواہ ایک لاکھ پچیس ہزار ہے آپ نے قوم کو کیا دیا ہے پھر آپ کا موقف ہے کہ واپڈا اور دوسرے اداروں میں فوج کیوں آئی ہے آپ یہ بتائیں کہ ایسا موقف اختیار کرنا سماجی خدمت ہے؟ میں کہتا ہوں اگر آپ کو سیاست کا شوق ہے تو آپ سیاسی جماعت جوائین کریں۔ پھر میں نے سوال کیا کہ ہم جب بھی کوئی سیاسی بدعنوان گرفتار کرتے ہیں تو آپ کس کے حق میں میدان میں آجاتے ہیں کتنی لڑکیاں ایسی ہیں جن کو جہیز نہ لانے کے باعث قتل کر دیا گیا آپ نے ان کے لئے کیا کیا جو چولہے پھٹتے ہیں عورتیں خودکشی کرتی ہیں یا گینگ ریپ ہوتے ہیں تو پھر آپ مظاہرے کیوں نہیں کرتیں اس کے جواب میں ان کے پاس خاموشی کے سوا کچھ نہیں تھا یہ سارا کام لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں ہو رہا ہے ان این جی اوز کے عزائم خطرناک ہیں یہ بیرونی ایجنڈے پر کام کرتی ہیں قومی خدمت کے نام پر این جی اوز کے لوگ اپنی ذات کے لئے کام کرتے ہیں ان کا نیٹ ورک بہت مضبوط ہے ان کے سیاستدانوں اور ذرائع ابلاغ میں رابطے ہیں بعض سیاست دان اور ذرائع ابلاغ میں رابطے ہیں بعض سیاست دانوں اور ذرائع ابلاغ کے لوگ ان این جی اوز سے مستفید ہوتے ہیں۔ این جی اوز نے بعض سیاست دانوں کو بڑی گاڑیاں دے رکھی ہیں لابنگ کرنے والوں کو یہ این جی اوز ورلڈ ٹور کرواتی ہیں میں ایسی شخصیات ثابت کر سکتا ہوں جو این جی اوز کے ٹکٹ پر ورلڈ ٹور کر چکی ہیں این جی اوز کے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں رابطے ہیں یہ دونوں کو بلیک میل کرتی ہے این جی اوز پاکستان سے مخلص نہیں ہیں۔ جو بیوروکریٹ ریٹائرڈ ہوتا ہے تو دو چار این جی اوز بنا لیتا ہے سابقہ دور حکومت میں ڈاکٹر شیر افگن نے ایک نیکی کا کام کیا تھا انہوں نے ایک بل پیش کیا تھا کہ این جی اوز فارن ایڈ سٹیٹ بنک کے بغیر نہیں نکلوا سکیں گی مگر اس بل کو این جی اوز کے طاقت ور کرداروں نے سٹیٹ میں رکوا دیا اس وقت پنجاب میں سماجی بہبود کے تحت ویمن ڈویژن میں چھ ہزار این جی اوز رجسٹرڈ ہیں پہلی این جی او ۱۹۲۳ء میں رجسٹرڈ ہوئی جبکہ آخری ۲۸ نومبر ۱۹۹۸ء کو رجسٹرڈ ہوئی پنجاب ہی میں ۳۰ ہزار این جی اوز پنجاب کے انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں پانچ ہزار چار سو پاپولیشن کے تحت رجسٹرڈ ہیں اس طرح پانچ محکموں کے تحت ۴۵ ہزار این جی اوز صرف پنجاب میں رجسٹرڈ ہیں پنجاب حکومت نے ایک کمیٹی بنائی ہے جس کا چیئرمین مجھے بنایا گیا ہے اس میں باقی محکموں کے سیکرٹریز بھی شامل ہیں ہمیں ان این جی اوز پر ۳۱ مارچ تک کام مکمل کرنا ہے پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں نے ایجوکیشن فاؤنڈیشن قائم کی اور اس وقت اعلان کیا گیا کہ جو این جی اوز کام کرنا چاہتی ہیں ہم انہیں ۷۲ فیصد پیسہ دیں گے ۳۳ فیصد ان کا اپنا ہو گا۔
۱۹۹۲ء میں سے ۹۵ فیصد این جی اوز نے ہڑپ کیا اس دوران این جی اوز کے لوگوں نے ذاتی بنگلے بنائے دس

کروڑ کا سیدھا غبن ہے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت لیا گیا قرضہ بھی این جی اوز نے واپس نہیں کیا۔ پنجاب میں چھے ہزار میں سے ۵۲ فی صد این جی اوز جعلی ہیں باقی کو ہم نے کہا ہے کہ کام کرنا چاہتے ہیں تو نئے عزم کے ساتھ کے ساتھ آئیں اب ویسے بھی ''انڈرونا مبریلا'' رجسٹریشن ہو کیونکہ سماجی بہبود کا نیٹ ورک تو تحصیل لیول تک ہے مگر انڈسٹریز کا نیٹ ورک نہیں اس لیے این جی اوز کی رجسٹریشن کو ایک جگہ کر دیا گیا ہے۔ جو این جی اوز خورد میں ملوث ہیں ان سب کے خلاف ایف آئی آر کٹے گی اور ان کے چلانے والوں کو انشاء اللہ ہم گرفتار کریں گے۔ یہاں پر ایک بات واضح کرتا چلوں کہ یہ زیادہ تر بیرونی امداد سے چلتی ہیں اور یہ فارن فنڈز این جی اوز قانوناً ہمیں حساب دینے کی پابند ہیں ہم انہیں چھے مہینے تک قید کر سکتے ہیں۔

انسانی حقوق اور برطانیہ چائلڈ لیبر کے خاتمے کا داعی برطانیہ ۲۰ لاکھ بچوں سے مشقت لے رہا ہے

برطانیہ میں ۱۰ سے ۱۶ سال تک کی عمر کے بچوں کی تعداد ۲۰ لاکھ تک پہنچ گئی ہے جو برطانیہ میں اپنا پیٹ پالنے کے لئے مزدوری میں مصروف ہیں اے ایف پی کی ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ جو چائلڈ لیبر کا بڑا مخالف ہے اور اس نے چائلڈ لیبر سے تیار ہونے والی تیسری دنیا کی مصنوعات کا امریکہ کے ساتھ مل کر بائیکاٹ کر رکھا ہے وہاں اس وقت غیر قانونی طور پر ۲۰ لاکھ بچے مزدوری پر مجبور ہیں اور غیر قانونی کارکن ہونے کی وجہ سے ان بچوں کو لیبر لاز کے تحت حاصل مراعات سے بھی محروم رکھا جاتا ہے بچوں کی بہبود کے لئے کام کرنے والے برطانوی فلاحی اداروں نے حکومت سے اس ضمن میں سخت اقدامات کی اپیل کی ہے۔

انسانی حقوق اور امریکہ: امریکی جیلوں میں تلاشی کے نام پر خواتین سے زیادتی کی جاتی ہے انسانی حقوق کے حوالے سے امریکہ نے دوہرا معیار اختیار کر رکھا ہے (ایمنسٹی)

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے امریکی جیلوں میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور بے حرمتی کی مذمت کرتے ہوئے گزشتہ دنوں جاری کی جانے والی اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ امریکہ میں تلاشی کے نام پر قیدی خواتین سے زیادتی کی جاتی ہے جب کہ زچگی کے دنوں میں بھی انہیں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سے آزاد نہیں کیا جاتا۔ ایمنسٹی نے اپنی ایک دوسری رپورٹ میں کہا ہے انسانی حقوق کے بارے میں امریکہ نے دوہرا معیار اختیار کر رکھا ہے عالمی سطح پر امریکہ انسانی حقوق کے سلسلے میں کئی حکومتیں اور ممالک کو موردالزام ٹھہراتا ہے لیکن اپنے اندرونی حقائق سے چشم پوشی کر رہا ہے رپورٹ کے مطابق امریکہ نے ۱۹۰ ممالک پر انسانی حقوق کی پامالی کا الزام لگایا ہے جبکہ اس کے اپنے شہروں اور ریاستوں میں بکثرت انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں جس پر اس نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ انسانی حقوق کے بارے میں امریکہ کا ریکارڈ بدترین ہے اور اس کا شمار انسانی حقوق کی خطرناک صورتحال والے اولین چھ ملکوں میں ہوتا ہے۔

حسنِ انتقاد

خادم حسین

تلاوت نمبر (ماہنامہ الاشرف کراچی) جلد ۲
مدیر: مولانا محمد اسلم شیخو پوری
ضخامت: ۳۴۰ صفحات قیمت: ۱۰۰ روپے
ملنے کا پتہ: ماہنامہ الاشرف۔ الاحمد مینشن
۱۳ بی گلشن اقبال کراچی

ماہنامہ الاشرف کراچی، دینی صحافت میں ایک قابل ذکر جریدہ ہے محترم محمد اسعد تھانوی اس کے مدیر اعلیٰ اور مولانا محمد اسلم شیخو پوری مدیر مسئول ہیں۔ اس وقت جلد ۱۳ شمارہ ۸ تا ۱۱، دسمبر ۹۸ تا مارچ ۹۹ ہمارے پیش نظر ہے جو قرآن نمبر کے عنوان سے منسوب ہے۔ اس سے قبل اکتوبر ۱۹۹۸ء میں بھی الاشرف اسی عنوان سے ایک اشاعت پیش کر چکا ہے اور مولانا محمد اسلم شیخو پوری کے بقول وہ الاشرف کی آئندہ اشاعتیں قرآن کریم کی خدمت کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ خصوصی اشاعتوں کا یہ سلسلہ توفیق الہیٰ سے جاری رہے گا۔ اس نمبر میں ۲۶ مضامین شامل ہیں۔ "تلاوت" کے عنوان کے علاوہ بھی بعض وقیع مضامین کا انتخاب مدیر موصوف کے اخلاص و للّٰہیت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا ابرار عالم، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مفتی عتیق الرحمٰن، عبدالسبحان، قاضی عبدالکریم کلاچی اور محمد یوسف اصلاحی کے تحقیقی مضامین نے اس اشاعت کو بامعنیٰ بنا دیا ہے۔ یہ دراصل ان مضامین کا انتخاب ہے جو مختلف رسائل و کتب میں شائع ہوتے رہے۔ ان میں زندہ اور مرحوم اکابر دونوں کی نگارشات شامل ہیں۔ مولانا محمد اسلم شیخو پوری کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطاء فرمائے کہ وہ اپنے قارئین کے اعتراضات پر پوری توجہ دیتے ہیں اور ازالہ کی کوشش بھی فرماتے ہیں۔ کسی کوتاہی پر شخصی انا کا مسئلہ کھڑا کرنے کی بجائے اعتراف تقصیر بھی بڑی خوبی ہے۔ مثلاً قرآن نمبر جلد اوّل میں معروف سبائیت زدہ لکھاری ڈاکٹر رضوان علی ندوی کا ایک مضمون شامل تھا جس میں سورۃ الحجرات کی تفسیر کے ضمن میں ایک صحابیؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی تھی۔ قارئین نے شدید ردِ عمل کا اظہار کیا تو مدیر موصوف نے نہ صرف اس مضمون کے مندرجات سے برات کا اعلان کیا بلکہ معذرت بھی شائع کی۔

حالیہ اشاعت میں پھر ڈاکٹر مذکور کا ایک مضمون بعنوان "تلاوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم" شامل ہے۔ ہمیں ڈاکٹر رضوان سے کوئی ذاتی کد نہیں۔ وہ صرف اس لئے ناپسندیدہ شخصیت ہیں کہ انہیں سیدنا معاویہ، سیدنا ابوسفیان، سیدنا مروان، سیدنا مغیرہ بن شعبہ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم خصوصاً خاندان بنوامیہ سے نسبی بغض و عداوت ہے۔ جو نصِ قرآنی کے صریحاً خلاف ہے۔ مدیر موصوف سے درخواست ہے کہ ایسا شخص جس کی شخصیت کے دورخ ہوں کہ ایک طرف تو صحابہ کرام کی تعریف کرے اور دوسری طرف بعض صحابہ کرام کی توھین کا ارتکاب کرے ہماری درخواست ہے کہ ابن سباء کے بروز کی قلمی ابکائیوں سے قرآن نمبر کو آلودہ نہ کریں۔ حالیہ اشاعت بہت ہی خوبصورت ہے اور اہل ذوق کے لئے اس میں بہت کچھ ہے۔

کاروانِ جنت

مؤلف: علامہ محمد عبداللہ
ضخامت: ۲۳۰ صفحات۔ قیمت: درج نہیں
ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

زیر نظر کتاب احمد پور شرقیہ کے معروف عالم دین حضرت علامہ محمد عبداللہ مدظلہ کی گراں قدر تالیف ہے۔ جس میں ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مختصر تعارف ہے جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرداً فرداً جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ یوں تو قرآنِ کریم میں تمام اصحاب نبی سے اللہ تعالیٰ نے حسنِ آخرت کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ معیت و صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا صلہ ہے۔ لیکن بعض خوش نصیب ایسے بھی ہیں جن کا نام لے کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں جنت کی خوشخبری سنائی۔

آغاز میں مقام صحابہ، صحابہ کرام میں فرقِ مراتب، تمام صحابہ کے بارے میں عمومی بشارت جیسے مضامین نے کتاب کی اہمیت کو اور بڑھا دیا ہے۔ اصحابِ حدیبیہ، اصحابِ بدر، بحری مجاہدین، مجاہدین قسطنطنیہ، عشرہ مبشرہ، امہات المومنین اور ان دیگر صحابیات کا تذکرہ ہے جنہیں آپ علیہ السلام نے جنت کی خوشخبری سنائی۔ کتاب کے مطالعہ سے ایمان منور ہوتا ہے اور صحابہ کرام کے بارے میں قلوب و اذہان کا تزکیہ ہوتا ہے۔

اسلامی زندگی قرآن کے آئینہ میں

مؤلف: مولانا محمد شمشاد قاسمی
ضخامت: ۱۲۸ صفحات قیمت: درج نہیں
ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہر گیٹ ملتان

قرآن کریم کامل دستور حیات ہے۔ فرمان الٰہی کے مطابق اس کتاب سے متقین ہی ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔ (ھدی للمتقین) آج مسلمان صرف اس لئے زوال آشنا ہے کہ قرآن کریم سے اس کا رشتہ و تعلق صرف نام کا ہی باقی رہ گیا ہے۔ اس کام کی اشد ضرورت ہے کہ امتِ مسلمہ میں قرآن کی دعوت عام کی جائے اور اپنی تمام صلاحیتیں اس کار خیر میں صرف کی جائیں۔ مولانا محمد شمشاد قاسمی کا تعلق بھارت سے ہے۔ انہوں نے انسان کے انفرادی و اجتماعی مسائل پر قرآن کریم کی آیات ترجمہ کے ساتھ جمع کر دی ہیں۔ کتاب اسم باسمیٰ ہے اور اس میں "اسلامی زندگی قرآن کے آئینہ میں" کی جھلک موجود ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد برھان الدین سنبھلی اور دیگر حضرات کی آراء بھی کتاب میں شامل ہیں۔

جنت کے حسین مناظر

مؤلف: ابو نعیم اصبہانی
ترجمہ: مولانا محمد صدیق، مولانا عبدالغنی طارق
ضخامت: ۱۱۴ صفحات، قیمت: درج نہیں
ناشر: طیب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

زیر مطالعہ کتاب معروف محدث ابو نعیم اصبہانی کی "عربی کتاب صفۃ الجنۃ" کا سلیس اردو ترجمہ ہے۔ جسے مولانا محمد صدیق (فاضل بنوری ٹاؤن کراچی) اور مولانا عبدالغنی طارق (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور) نے نہایت سلیقہ اور محنت سے اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ ۹۲ عنوانات پر ۴۵۵ احادیث مبارکہ مع سند کے درج کی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ایمان کو جلا ملتی ہے اور حصولِ جنت کا شوق بڑھتا ہے۔ ہمارا بیشتر ذخیرۂ علم عربی کتابوں میں ہے مگر عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کی اکثریت اس سے مستفید نہیں ہو سکتی۔ زیر تبصرہ کتاب اس کمی کو پورا کرنے کی بہترین کاوش ہے۔ اس میں حصولِ جنت والے اعمال حسنہ، جنت کے حقداروں کے درجات اور جنت کی نعمتوں کا ذکر لسانِ نبوت کی تصدیق کے ساتھ موجود ہے۔

مسافرانِ آخرت

محترم چودھری گلزار احمد مرحوم:
مجلس احرارِ اسلام ضلع رحیم یار خان کے صدر اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن محترم چودھری گلزار احمد صاحب ۱۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۹۹ء کو صادق آباد میں انتقال کر گئے مرحوم ایک عرصہ سے گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ انتہائی صابر و شاکر اور صالح انسان تھے تمام عمر مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ رہے اور اپنے کردار و عمل سے جماعت کے وفادار رہے۔

والدہ ماجدہ محمد عمر فاروق: مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن جناب محمد عمر فاروق صاحب کی والدہ ماجدہ اور جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب کی اہلیہ ۱۴ اپریل بروز بدھ تلہ گنگ میں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ طویل عرصہ سے علیل تھیں اور حال ہی میں فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد واپس پہنچی تھیں۔

جناب محمد رفیق مرحوم: مجلس احرارِ اسلام فیصل آباد کے سابق سالار جناب محمد صدیق مرحوم کے چھوٹے بھائی جناب محمد رفیق ۹ اپریل بروز جمعہ فیصل آباد میں انتقال کر گئے۔ مرحوم، مجلس احرارِ اسلام کے قدیم کارکنوں میں سے تھے۔ ان کی نماز جنازہ مولانا سعید الرحمٰن صاحب (ڈگلس پورہ) نے پڑھائی۔

مولانا عزیز الرحمٰن خورشید کو صدمہ: بھیرہ سے ہمارے کرم فرما محترم مولانا عزیز الرحمٰن خورشید اور مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم کے بھتیجے اور قاری محمد ابوبکر خالد کے جواں سال فرزند محمد سفیان ۱۵ اپریل ۱۹۹۹ء کو انتقال کر گئے۔

حافظ حسین احمد مدنی شہید: ہمارے کرم فرما محترم پروفیسر حافظ عبدالاحد (خانیوال) کے بھانجے اور مولانا ضیاء الرحمٰن شہید کے قریبی عزیز جواں سال حافظ حسین احمد مدنی ۱۶ اپریل ۱۹۹۹ء کو دہشت گردی کا شکار ہو کر شہید ہو گئے۔ مرحوم نقیب ختم نبوت کے مستقل قاری تھے اور صالح نوجوان تھے۔

ادارہ نقیبِ ختمِ نبوت کے معاون محمد الیاس کشمیری کے چچا محترم اللہ ڈیوایا ۲۰ اپریل ۱۹۹۹ء کو میراں پور (میلسی) میں انتقال کر گئے۔

اراکین ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ قارئین نقیب سے درخواست ہے کہ وہ بھی تمام مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے دعا مغفرت کا اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعاء صحت

امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ شدید علیل ہیں اور ان دنوں لاہور کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ○ مرید کے سے بزرگ احرار کارکن محترم حکیم محمد صدیق تارڑ شدید علیل ہیں۔ ○ مجلسِ احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر اور بزرگ رہنما محترم سالار عبدالعزیز صاحب علیل ہیں۔ ○ مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن محترم سردار عزیزالرحمن سنجرانی اور ان کی بیٹی علیل ہیں۔ ○ مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن محترم صوفی شبیر احمد نور محلی گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ ○ احبابِ احرار اور قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لئے دعاء کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

منتخب اشعار

یوں تو معلوم ہے انجام دعا کیا ہو گا
دل کی تسکیں کے لئے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں
(عدم)

دونوں آنکھوں کو کر لیا زخمی
اس کی راہوں کو یوں سجایا تھا
پڑ گیا نشان ماتھے پر
اک پتھر سے دل لگایا تھا!
(کشور مراد کشور)

تیری خبر نہیں مگر اتنی تو ہے خبر
تو ابتدا سے پہلے تو انتہا کے بعد
(جگر مراد آبادی)

اس راز کو اک مرد فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے
(علامہ اقبال)

محفل ان کی ساقی ان کا
آنکھیں میری باقی ان کا
(اکبر الہ آبادی)

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی
(علامہ اقبال)

کوئی گریہ کناں کوئی نغمہ فشاں
اپنی تقدیر ہے اپنا مقسوم ہے
(طفیل ہوشیارپوری)

یہ فلک بوس عمارات کے زرّیں پردے
چھین کر لائے ہیں دو شیزۂ مفلس کا غرور
(تاثیر انصاری)

بڑے نیک طینت بڑے صاف باطن
ریاض آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں
(ریاض خیر آبادی)

بات کہنے کی نہیں منہ سے نکل جاتی ہے
راہنما قافلے والوں سے دغا کرتے ہیں
(شورش کاشمیری)

خود اپنے ہاتھوں سے باغبانوں نے لالہ و گل کو بیچ ڈالا
بظاہر آنکھیں کھلی ہوئی ہیں مگر کوئی دیکھتا نہیں ہے!
(شورش کاشمیری)

ٹوٹتی ہے جب کوئی تازہ مصیبت اے خدا!
ایک عادت ہے کہ تجھ کو یاد کر لیتا ہوں میں
(حفیظ جالندھری)

قریب زندگی کو زندگی محسوس کرتے ہیں
میسر ڈالڈا ہوتا ہے گھی محسوس کرتے ہیں
(احسان دانش)

ہوا کے رخ کا دھیان کس کو عذاب رہ کا خیال کیسا!
تیری طرف جو نکل پڑے تو جنوب کیسا شمال کیسا
(بیدار سرمدی)

ہم حق کے علمبرداروں کا ہے اب بھی نرالا ٹھاٹھ وہی
بادل کی گرج تکبیروں میں بجلی کی تڑپ تلواروں میں
(ظفر علی خان)

وہ ایک شخص لوٹ کر آیا نہ پھر کبھی
کھلتا تھا ایک در کھلا رکھنا مکان کا
(امداد آکاش)

نہ اعتبار جہاں رہا ہے نہ دھوپ چھاؤں پہ کچھ یقیں ہے
کہ ظلمتیں بھی عجیب دیکھی ہیں روشنی بھی عجیب دیکھی!
(نعیم شاہد)

دوستوں کے وار سہنا تو کچھ مشکل نہ تھا
دوستوں نے دوستوں کو دار پر لٹکا دیا
(شورش کاشمیری)

مدفن نورجہاں ہو کہ وہ ہو تاج محل
عشق شاہوں کا ابھی تک ہے رہینِ مزدور

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
(مومن)

میں کس کے ہاتھ میں اپنا لہو تلاش کروں
کہ سارے شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے
(مصطفےٰ زیدی)

پھر میں نے آج بھول کے دیکھا جو آئینہ
میرا وجود میرا پتہ دے گیا مجھے
دشمن کہوں کہ دوست کہوں سوچتا ہوں میں
یہ کون زندگی کی دعا دے گیا مجھے
اللہ تجھ کو درد محبت عطا کرے!
مجذوب اک دعا کہ سزا دے گیا مجھے
(حکیم افتخار فخر)

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ
مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت =/١٠٠
تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

باذوق قارئین
کے لئے نئی کتابیں

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

○ قافلۂ احرار کے عظیم فرد ○ تبلیغی و سیاسی خدمات ○ سفیر اسلام اور پاسبان ختم نبوت کے سوانح و افکار

○ تالیف: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی ○ قیمت =/۱۵۰ روپے

کذبات مرزا

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک سو جھوٹ اور متعدد جھوٹی پیش گوئیاں ان کی اپنی کتب سے جمع کی گئی ہیں اور ساتھ ہی مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ اس کے مطالعہ سے قارئین پر واضح ہو جائے کہ قادیانیت، مرزائیت جھوٹ پر مبنی ایک باطل فرقہ ضالہ ہے

از: مولانا محمد عبدالواحد مخدوم ○ قیمت =/۲۰۰

شہر سدوم

مرزا غلام احمد سے لے کر مرزا طاہر تک قادیانیوں کے جنسی سکینڈلز، مرزا محمود..... مس روفو اور اطالوی حسینہ، قادیانیوں کا راجہ اندر، دریا کے کنارے، مقدسین قادیان کی سیہ کاریاں و خفیہ عیاشیاں، بدمعاشی سے مفاہمت، زکوٰۃ حسن کا استعمال، مخدرات میدان معصیت میں، عروسہ گیسٹ ہاؤس، قادیانی مذہب کی حقیقت، چشم کشا، ہوش ربا، سنسنی خیز، اندرونی کہانی، خود قادیانیوں کی زبانی، ایک ناقابل تردید تاریخی دستاویز، بہت سے اضافوں کے ساتھ نیا ایڈیشن شفیق مرزا کے تیکھے اور حقیقت رقم قلم سے

صفحات: ۱۷۶ قیمت: ۱۰۰ روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

پہلی امتوں کی نیک مؤمنات' ازواج مطہرات' بناتِ طاہرات رسول ﷺ' صحابیات' تابعیات' محدثات' اکابر کی ازواج محترمات کے علم وفضل' زہد وعبادت' عصمت وعفت' عزم وہمت' ایثار ووفا اور عرفان وسلوک کے فکر انگیز حالات وواقعات اور روشن کرداروں کا تذکرہ جمیل

مثالی خواتین

ترتیب وکاوش: محمد اسحٰق ملتانی

دیدہ زیب کمپیوٹر کتابت

خوبصورت جلد

قیمت/135 روپے

چار سو صفحات پر مشتمل تقریباً تین سو برگزیدہ ونامور خواتین اسلام کی زندگی کے وہ درخشاں پہلو جو قابل رشک ہی نہیں بلکہ قابل تقلید و باعث نصیحت بھی ہیں

تہذیب جدید کی خرافات سے متاثر غیر مسلم شخصیات کو آئیڈیل سمجھنے اور بنانے والے طبقہ کے لئے ایک بے مثال دستاویز' دینی مدارس' سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی طالبات کے لئے یکساں مفید کتاب

عصر حاضر کی خواتین کے لئے ایسی کتاب جس کے مطالعہ کے بعد ان میں اسلاف کی خواتین جیسا جذبہ تربیت پیدا ہو سکتا ہے جو آئندہ نسلوں کی صحیح اسلامی تعلیم وتربیت کا موجب ہو۔

ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: 41501- 540513

آج ہی طلب فرمائیں

تقسیم کے لئے خصوصی رعایت

کتب احادیث کی اشاعت کا معروف ادارہ

نشر السنّۃ

قولی اور فعلی احادیث کا سب سے بڑا ذخیرہ

کنز العمّال

للعلامہ علاء الدین علی المتقی الہندیؒ

تقریباً ساڑھے پانچ ہزار صفحات

فی سنن الاقوال والافعال

اعلیٰ کاغذ

خوبصورت جلدیں

جو ۴۶۶۱۶ احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے بہت جلد آپ کی خدمت میں
انتہائی ارزاں قیمت (تقریباً لاگت) پر پیش کر رہا ہے۔
یہ کتاب مکمل آٹھ جلد قیمت -/۲۴۰۰ روپے
پیشگی رقم آنے پر آدھی قیمت صرف -/۱۲۰۰ روپے۔
کتاب بہت کم تعداد میں چھپ رہی ہے۔ اپنا سیٹ آج ہی بک کرا لیجئے
پیشگی رقم وصولی کی آخری تاریخ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ کتاب کی
ترسیل ۱۲ ربیع الاول تک ان شاء اللہ شروع ہے

عمدہ طباعت

کمپیوٹرائزڈ کتابت

اخراجاتِ ترسیل بذمّہ خریدار

نشر السنّۃ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: ۵۴۱۸۰۹

Adarts-HRA-11/96

اکیسویں سالانہ یک روزہ

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس

جامع مسجد احرار (ربوہ) چناب نگر

۱۲ ربیع الاوّل : ۱۴۲۰ھ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتھم

(خانقاہ سراجیہ، کندیاں)(امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

زیرِصدارت

قائد احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

جلوس

جس میں ملک و ملت کے اصحاب فکر و دانش، علماء اہل قلم، وکلاء اور طلباء خطاب کریں گے حسب سابق ۱۲ ربیع الاوّل کو بعد نماز ظہر فدائین احرار کا فقید المثال جلوس مسجد احرار روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس زعماء احرار بصیرت افروز خطاب فرمائیں گے۔

پروگرام ۱۲ ربیع الاوّل : بعد نماز فجر : درس قرآن کریم، تقاریر ۱۰ بجے صبح تا ظہر

منجانب تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرار اسلام پاکستان

رابطہ فون: چناب نگر 211523، ملتان: 511961لاہور: 5865465،
گوجرانوالہ: 214800، چیچہ وطنی: 611657